ماہنامہ
احمدیّہ
گزٹ
کینیڈا

مئی 2019ء

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی
سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

(سورۃ آل عمران 3 : 104)

1939 میں خلافت جوبلی تقریبات کے موقع پر بنائی گئی ایک یادگار پن

نئی صدی کا ایک عظیم عہد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
عہد برموقع صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی مورخہ 27 مئی 2008ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آج خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضے کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اُس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تُو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین

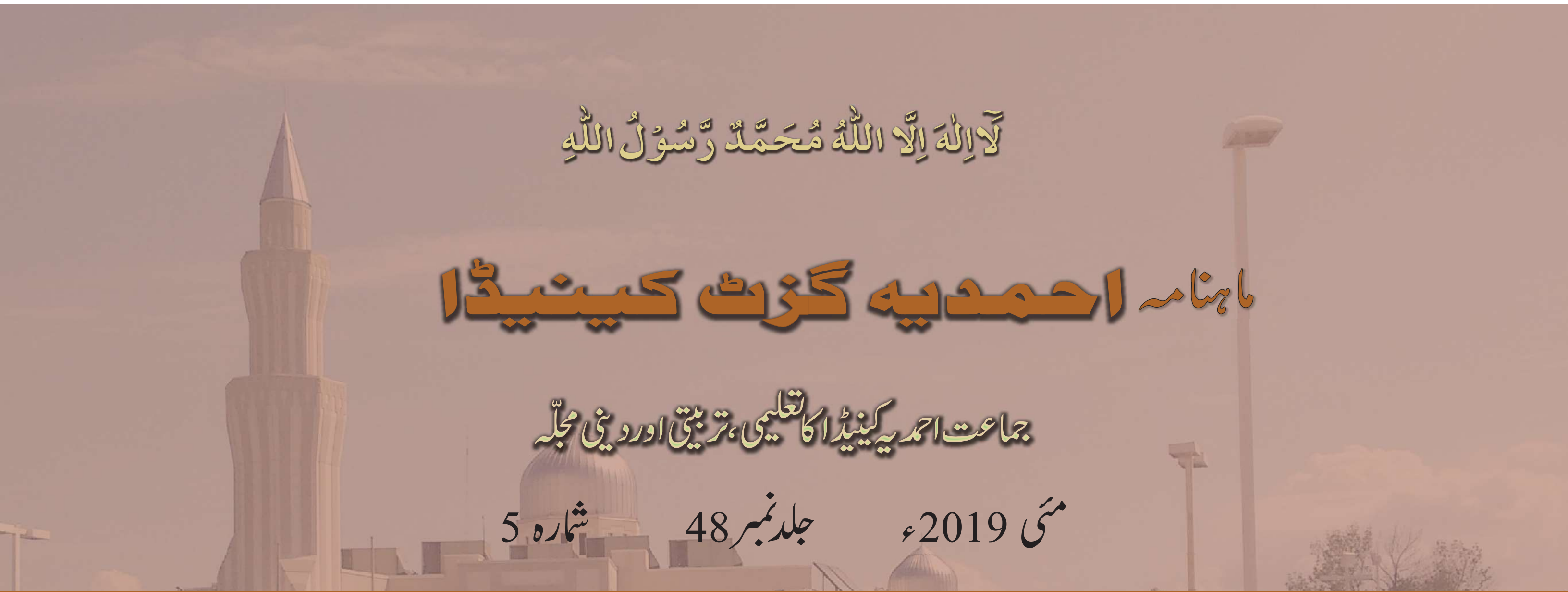

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مئی 2019ء　جلد نمبر 48　شمارہ 5

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	روزے کی غرض وغایت: خلفائے احمدیت کے فرمودات سے انتخاب　ازمکرم مولانا فرخ راحیل صاحب	7
☆	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عائلی زندگی　ازمکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم	9
☆	خلافت کے زیرِ سایہ عالمگیر وحدت کا قیام　ازمکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب	13
☆	تاریخی حقائق اور ذہنی افیون میں فرق　ازمکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب	18
☆	طاعون کا نشان اور اس کے طبی نتائج: اعداد و شمار کی روشنی میں　ازمکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب	20
☆	مختصر مقالہ　ازمکرم ابن دہلوی صاحب	24
☆	رمضان شریف کے مبارک ایام میں مالی قربانیوں کی تحریک　ازمکرم خالد محمود نعیم صاحب	26
☆	جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	27
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	31
☆	شعبہ تصاویر کینیڈا	

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـئًا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ o

(سورۃ النور 56:24)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان پیش گوئی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

عَنْ نُعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد چہارم، صفحہ 273 و مشکوۃ تصنیف امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری۔ کتاب الرقاق، باب الانذار والتحذیر۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، حدیث نمبر 5143/7، صفحہ 533)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہو جائے گا تو پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں
اور
میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ﴿کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ﴾۔ (سورۃ المجادلہ 22:58)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچّائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ ...

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیَرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304-306)

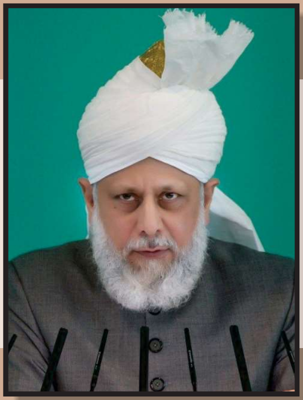

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ فروری 2019ء کے خلاصہ جات

خطبہ جمعہ فرمودہ یکم رفروری 2019ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج میں رسول اللہ صلعم کے ایک عظیم صحابی حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بعض واقعات کا ذکر کروں گا۔ آپؓ شروع زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے اور دونوں ہجرتوں میں شامل ہوئے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہجرتِ حبشہ کا پسِ منظر بیان فرمایا کہ کس طرح مکہ میں بڑھتی ہوئی مخالفت اور ظلم کے باعث رسول اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ہدایت فرمائی کہ اس عیسائی ملک میں پناہ لے لیں۔ اس ہجرت میں غرباء کی بجائے امیر لوگ زیادہ شامل ہوئے۔ جس سے ہمیں دو باتوں کا علم ہوتا ہے۔ اول یہ کہ امراء بھی مکہ میں مظالم کا شکار ہو رہے تھے اور دوم یہ کہ غرباء مسلمانوں کی حالت ایسی کمزور تھی کہ وہ ہجرت کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ ہجرت کے بعد آپؓ نے متعدد جنگی خدمات اسلام کے لئے پیش فرمائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ کس طرح مدینہ ہجرت کے بعد قریشِ مکہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر کوشش بجا لا رہے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی کاروائیوں اور ارادوں کا پتہ رکھنے کے لئے ایک جاسوسی ٹیم تیار فرمائی جن میں حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس جاسوسی ٹیم کے مکمل مشن کی تفصیلات بیان فرمائیں۔ ان کی کچھ کاروائیوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہؓ نے ان سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے قرآنی وحی کے ذریعہ ان صحابہؓ کی بریت کا اعلان فرمایا۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد مسلمان نہ ہوئے تھے اور وہ مکہ والوں کی طرف سے جنگِ بدر میں شامل ہوئے۔ آپؓ کے سامنے آپؓ کے والد اور آپؓ کے چچا قتل ہوئے۔ جب ان کے والد کو قبر میں ڈالا جا رہا تھا تو آپؓ بہت مایوس تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے دریافت فرمایا کہ آپؓ کے والد کی وفات نے آپؓ کو غم میں ڈال دیا ہے۔ حضرت ابوحذیفہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! مجھے اللہ اور اس کے رسول کے بارہ میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ میں اپنے والد کو ایک سیدھا اور سچا انسان سمجھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ وفات سے قبل اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی طرف ہدایت دے گا۔ اس بات نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔

آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے اور آخر کار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر پروفیسر سعود احمد خان صاحب دہلوی کی نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔ اور ان کی خدمات کا تفصیل سے ذکر فرمایا کہ آپ 21 جنوری 2019ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد حضرت محمد حسن خان صاحب رضی اللہ عنہ 313 صحابہ مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے۔ آپ نے یونیورسٹی کی تعلیم کے بعد 1945ء میں وقف کر دیا اور لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کی۔ آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول، جامعہ احمدیہ قادیان، تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور گھانا میں لمبا عرصہ تدریس کا کام کیا۔ حضور انور نے مختلف لوگوں کے آپ کے بارہ میں تاثرات بھی بیان فرمائے۔ مرحوم ایک نہایت متقی، سادہ اور بزرگ انسان تھے اور تمام واقفینِ زندگی کے لئے ایک نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 08رفروری 2019ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج جن صحابہؓ کا میں ذکر کروں گا ان میں سے پہلا نام حضرت ابو ملیل بن الازعرؓ کا ہے ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے تھا۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

دوسرا ذکر ہے حضرت انس بن معاذ انصاریؓ کا۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ آپؓ تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے۔ بعض روایات میں آپؓ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئے تھے اور بعض روایات میں آپؓ بئر معونہ میں شہید ہوئے تھے۔

پھر اگلا ذکر ہے۔ حضرت ابو شیخ ابی بن ثابتؓ کا۔ ان کا تعلق بھی قبیلہ خزرج سے تھا۔ یہ حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت اوس بن ثابتؓ کے بھائی تھے۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور ان کی وفات واقعہ بئر معونہ کے وقت ہوئی۔ لیکن ان کی وفات کے بارہ میں بھی اختلاف ہے۔

پھر ذکر ہے حضرت ابو بردہ بن نیارؓ کا۔ ان کا تعلق بنی قزہ کے قبیلہ سے تھا۔ آپؓ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ فتح مکہ کے دن بنو حارثہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ایک اور صحابیؓ کے ساتھ مل کر اپنے قبیلہ کے بتوں کو توڑا۔ غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے۔ ایک پر آنحضرت ﷺ سوار تھے اور دوسرے پر حضرت ابو بردہؓ۔ آپؓ حضرت معاویہؓ کے دور میں فوت ہوئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ عید الاضحیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے ساتھ ہماری نماز پڑھی اور اس کے بعد ہماری قربانی کی طرح جانور ذبح کیا اس نے ٹھیک قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا تو وہ جانور صرف گوشت ہی کے لئے ہوا۔ اس پر حضرت ابو بردہؓ نے کہا کہ میں تو سمجھا تھا کہ عید کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میں نے تو بکری ذبح کر کے گوشت خود بھی کھایا اور اپنے ہمسائیوں کو بھی کھلایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ بکری تو گوشت کے لئے ہی ذبح ہوئی ہے نہ کہ قربانی کے لئے۔ اس موقع

پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بردہؓ کو خصوصی اجازت دی کہ وہ ایک سال کی بکری کو جو اچھی پلی ہوئی تھی قربان کریں اور فرمایا کہ تمہارے بعد یہ اجازت کسی کو نہیں ہے۔ بہرحال قربانی کے لئے دو سال کا جانور ہونا چاہئے۔

پھر ذکر ہے حضرت اسعد بن یزیدؓ کا۔ ان کا تعلق بھی قبیلہ خزرج سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ پھر حضرت اوس بن ثابتؓ ہیں جو حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھائی تھے۔

ہجرت کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت اوسؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ حضرت اوسؓ غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔

پھر حضور انور نے حضرت اوس بن الصامتؓ کا ذکر فرمایا۔ یہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ کے بھائی تھے۔ انہوں نے اپنے بیوی سے ظہار کیا تھا۔ یعنی اپنی بیوی کو ماں کہہ دیا تھا۔ جس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا مسلسل ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ جس کا ذکر قرآنِ کریم کی سورہ المجادلہ کے شروع میں ہی ہے۔ حضرت خویلہؓ جو حضرت اوسؓ کی اہلیہ تھیں یہ شکایت لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئیں کہ میرے شوہر نے مجھے سے ظہار کیا ہے۔ جب ان کو یہ کفارہ بتایا گیا تو انہوں نے عرض کی کہ اس میں سے تو حضرت اوسؓ کسی کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو اسی دوران ایک کھجور کا ٹوکرا کسی نے بھیجا تو اس کو دیکھ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر یہ مجھے مل جائے تو اس جیسا ایک اور ٹوکرا ملا کر میں اوسؓ کی مدد کر سکتی ہوں یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھلا سکتی ہوں تو آنحضرت ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے حدود قائم فرمائی ہیں اگر کوئی اپنی بیوی کو بہن یا ماں کہتا ہے۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ معمولی گھریلو جھگڑوں میں اپنی بیوی کو کہہ دیتے ہیں کہ تم مجھ پر حرام ہوگئی یا تم میری ماں کی طرح ہو یا قسم کھا لیتے ہیں۔ تو ایسے میں ان کا کفارہ یہی ہے جو بیان کیا جا چکا ہے۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ کا ذکر فرمایا۔ یہ ابتدائی ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ ان کا ایک گھر مکہ سے باہر ایک مقام پر تھا جو تاریخ میں دارِ ارقم اور دارِ اسلام کے نام سے مشہور ہوا۔ اس میں آنحضرت ﷺ اور اسلام لانے والے مسلمان عبادت کیا کرتے تھے۔ یہیں پر حضرت عمرؓ بھی ایمان لائے تھے۔ مدینہ میں ان کی مؤاخات حضرت ابو طلحہؓ کے ساتھ ہوئی۔ آپؓ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ارقمؓ حلف الفضول کے معاہدہ میں بھی شامل تھے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند اور بدری صحابہؓ کا ذکر بھی فرمایا۔ اور دعا فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام بدری صحابہؓ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آمین

خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ؍فروری 2019ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج جن بدری صحابہؓ کا ذکر کروں گا ان میں سے پہلا نام حضرت خالد بن قیس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ والد قیس بن مالک تھے۔ والدہ سلمہ بنت حارثہ تھیں۔ یہ 70 انصار صحابہؓ کے ساتھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ اور غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی۔

حضرت حارث بن خزمہ رضی اللہ عنہ۔ انصاری صحابی تھے۔ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں 67 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ ان کے حوالہ سے یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ جب ایک دفعہ آنحضور ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی تو مخالفین نے اعتراض کیا کہ ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر نہیں پھر یہ آسمان کی خبریں کیسے بتا سکتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میں وہی جانتا ہوں جس کی اللہ تعالیٰ مجھے خبر دیتا ہے اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ یہ اونٹنی فلاں وادی میں ہے۔ اور حضرت حارثؓ کو بھجوایا کہ وہ جا کر اونٹنی لے آئیں۔

حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ۔ دارِ ارقم میں جانے سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں شامل تھے جنہوں نے دوسری دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اولین مہاجرین میں سے تھے۔ حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا پہلے ان کے عقد میں تھی۔ جنگ بدر کے بعد یہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں ان کی وفات ہوگئی۔

ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنی بیٹی کی بہت فکر تھی۔ حضرت عمرؓ نے پہلے ان کے رشتہ کے حوالہ سے حضرت عثمانؓ سے بات کی لیکن ان کی طرف سے مثبت جواب نہ ملا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے ذکر کیا لیکن ان کی طرف سے بھی ویسا ہی جواب ملا۔ حضرت عمرؓ پریشانی کی حالت میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فکر مت کرو اللہ تعالیٰ تمہاری بیٹی کو ان سے بہتر ساتھی عطا فرمائے گا اور عثمانؓ کو ان سے بہتر ساتھی عطا فرمائے گا۔ کچھ عرصہ بعد حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی اور خود حضرت عمرؓ کو حضرت حفصہؓ کے لئے رشتہ بھجوایا۔ جب رشتہ ہو گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ شاید آپؓ کو میری طرف سے کچھ رنج ہوا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ میں حضور ﷺ کے ارادہ سے آگاہ تھا لیکن حضور کی اجازت کے بغیر کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان کو غزوہ احد میں کچھ زخم آئے جن کی وجہ سے بعد میں ان کی وفات ہوئی۔ بہرحال آنحضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ۔ انصاری صحابی تھے۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ ان کا شمار بڑے جلیل القدر صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت حارثہؓ حضور ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپؐ کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جن سے آپؐ آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہے تھے۔ حارثہؓ ان کے پاس سے گزر گئے اور سلام نہیں کیا۔ روایت میں آتا ہے کہ یہ شخص حضرت جبرائیل تھے اور انہوں حضور ﷺ سے پوچھا کہ انہوں نے سلام کیوں نہیں کیا۔ جب بعد میں حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے سلام کیوں نہیں کیا تھا تو انہوں نے عرض کی اس وقت آپؐ کسی کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس شخص کو دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے۔ جبرائیل نے حضور ﷺ کو بتایا کہ ان کا شمار 80 لوگوں میں ہے۔ یعنی وہ جو غزوہ حنین میں آپؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ان کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

حضور ﷺ ان کی بڑی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔ یہ اپنی والدہ کے ساتھ بہترین سلوک کیا کرتے تھے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

ایک رسی نماز کی جگہ سے کمر تک باندھی ہوئی تھی۔ ایک ٹوکری اپنے پاس رکھی ہوتی تھی اور جب کوئی ضرورت مند دروازہ پر آتا تو اسے اس ٹوکری میں سے کچھ دیا کرتے تھے۔ گھر والوں نے ان سے کہا کہ آپؓ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم دے دیا کریں گے تو فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ مسکین کی مدد کرنا بری موت سے بچاتا ہے۔ ان کی کافی جائیداد تھی۔ جب حضور ﷺ کو ضرورت پیش آتی تو یہ اپنا مکان حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے اور خود کہیں اور منتقل ہو جاتے۔ اور کہتے کہ میرا سارا مال حضور ﷺ کے لئے ہے اور وہ مال جو حضور ﷺ لے لیں وہ اس سے بہتر ہے جو آپؐ چھوڑ دیں۔

حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ۔ یہ زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا

جانتے تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل تھے۔ بدر سمیت دیگر تمام غزوات میں شامل تھے۔

روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو کوئی تحفہ دیا تو ان کی اہلیہ نے ان سے کہا کہ تم حضور ﷺ کو اس پر گواہ بنالو۔ جب یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ اس طرح میں نے اپنے بیٹے کو یہ تحفہ دیا ہے تو حضور نے پوچھا کہ کیا تم نے باقی سب بچوں کو بھی دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سب سے انصاف کرو۔ اور مجھے گواہ نہ بناؤ۔ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا۔

اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بارہ میں نہیں بلکہ قیمتی چیزوں کے بارہ میں ہے۔ ایسی چیزوں کے بارہ میں جن سے اولاد میں آپس میں بغض پیدا ہونے کا امکان ہو۔ پس جس طرح اولاد پر والدین کی عزت واحترام کا حق ہے اسی طرح والدین پر یہ حق ہے کہ وہ اپنی اولاد سے مساوی سلوک کریں۔ کسی سے امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہئے۔

جنگِ خندق کے موقع پر ان کی اہلیہ نے اپنی بیٹی کو کچھ کھجوریں دیں کہ یہ اپنے والد اور ماموں کے کھانے کے لئے انہیں دے آؤ۔ جب یہ کھجوریں لے کر اپنے والد کے پاس جا رہی تھیں تو آنحضور ﷺ کے پاس سے گزریں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ یہ تمہارے پاس کیا چیز ہے؟ تو اس نے عرض کیا کہ اس طرح میری والدہ نے میرے والد اور ماموں کے کھانے کے لئے کھجوریں بھجوائیں ہیں۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا کہ یہ مجھے دے دو۔ حضور ﷺ نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر رکھا اور ایک کپڑا اان کے اوپر رکھ دیا۔ اس وقت وہاں جتنے لوگ موجود تھے سب کو بلایا اور سب نے یہ کھجوریں کھائیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت برکت ڈالی۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

آخر میں حضور نے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے لئے دعا کی تحریک کی۔ وہاں نئی جگہ پر جلسہ سالانہ کے انتظامات ہو رہے تھے۔ مخالفین نے بہت شور مچایا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسے روکا جائے۔ جب حکومت نے اُن کی بات نہیں مانی تو مخالفین نے خود حملہ کر کے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ احمدیوں کے گھروں اور دکانوں پر حملہ کیا۔ کچھ گھر جلائے، کچھ دکانیں لوٹیں اور آگ لگا دی، کچھ احمدی زخمی بھی ہوئے۔ جلسہ ملتوی کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کی حفاظت فرمائے اور جو زخمی ہوئے ہیں ان کو جلد صحتیاب کرے۔ اور آئندہ جب بھی جلسہ ہو اللہ تعالیٰ خاص فضل فرمائے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 22 فروری 2019ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جماعت احمدیہ عالمگیر میں یوم مصلح موعود کے حوالہ سے جلسے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے 20 فروری 1886ء کو اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود کی خبر عطا فرمائی۔ اس پیشگوئی کے مطابق 12 جنوری 1889ء کو حضرت مرزا بشیر الدین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی اور آپؓ کی ذات میں یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

یہ پیشگوئی کوئی عام پیشگوئی نہ تھی بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسے مصلح کا وعدہ کیا تھا جس کے آنے سے پورا جہان برکت پائے گا اور پوری دنیا ایک انقلاب دیکھے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف اوقات پر اس پیشگوئی کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جسے خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے اس زمانہ میں عطا کیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی میں ہم ہر وہ کام دیکھتے ہیں جس سے اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ آپؓ کا علمی معیار، خدمتِ قرآنِ کریم اس پیشگوئی کی صداقت کا ثبوت ہے۔ آپؓ نے دنیا بھر میں مشن قائم کر کے زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے حالاتِ زندگی بیان فرمائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ قرآن کی تعلیم میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ہے۔

آپؓ کی صحت اچھی نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو نصیحت فرمائی کہ آپؓ صرف قرآنِ کریم کا ترجمہ، صحیح بخاری اور بنیادی طب کی تعلیم مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے حاصل کر لیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تعلیم کے حوالہ سے حضورِ انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف واقعات بیان فرمائے۔

چنانچہ آپؓ کی دنیوی تعلیم بہت محدود تھی۔ لیکن آپؓ کی بے شمار علمی خدمات اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپؓ کا حقیقی استاد خود خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ 1906ء میں آپؓ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلی تقریر فرمائی جو علم و عرفان سے پُر تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میاں محمودؓ میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ میں بعض اوقات ان کے لئے خاص دعا کرتا ہوں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یقیناً اس پیشگوئی کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؓ کے لئے دعا کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کو ان تمام انعامات سے نوازے جس کا اس نے وعدہ کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر اور آپؓ کا علمی معیار لوگوں کو آپؓ کے والد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد دلاتے تھے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے صحابۂ مسیح موعود علیہ السلام کی بعض گواہیاں پیش فرمائیں جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین آپؓ کے خدائی مقام کو پہچانتے تھے۔

آپؓ کی جوانی میں ہی یہ لوگ اس بات کا ادراک رکھتے تھے کہ آپؓ ہی وہ موعود ہیں جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی عباداتِ الٰہی کے واقعات اور آپؓ کی خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں کا ذکر فرمایا۔ آپؓ جوانی کی عمر میں ہی خدا تعالیٰ کی عبادت اور گریہ وزاری میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ آپؓ کی روح پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے جو ہر لحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو غالب کرنے میں کوشاں رہی۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سب کا بھلا مانگتے رہو

دورِ خزاں میں بادِ بہار مانگتے رہو
اور حبس میں ہوا کی دعا مانگتے رہو
کچھ بھی ہو نفرتوں کی اجازت نہیں ہمیں
لیکن ہے حکم سب کا بھلا مانگتے رہو

(مکرم عبدالکریم قدسی صاحب)

روزے کی غرض و غایت

خلفائے احمدیت کے فرمودات سے انتخاب

مرتبہ: مکرم مولانا فرخ راحیل صاحب مربی سلسلہ

رمضان کے مبارک مہینہ میں لوگوں کے ذہنوں میں کئی سوالات گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ اِس کا کیا مقصد ہے؟ وغیرہ۔ اِن سوالات کے جوابات خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف موقعوں پر نہایت واضح، آسان فہم اور مدلّل طور پر بیان فرمائے ہیں۔ ذیل میں چند اقتباسات ہدیہء قارئین کئے جاتے ہیں جن سے مذکورہ بالا سوالات کے جوابات نیز چند اور سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ؇

(سورۃ البقرۃ 184:2)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

روزوں کی حکمت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ رکھنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''روزوں کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کو دو چیزوں کی بہت ضرورت ہے۔ ایک بقاءِ شخصی کے لئے غذا کی۔ دوم بقاءِ نوعی کے لئے بیوی کی۔ اب دیکھو انسان گھر میں تنہا بیٹھا ہے۔ پیاس بڑی شدّت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دودھ موجود ہے۔ برف موجود ہے۔ شربت حاصل ہے۔ کوئی روکنے والا بھی نہیں مگر پھر بھی سچّا روزہ دار مطلق ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ تک نہیں کرتا۔ اِسی طرح بیوی پاس ہے۔ کوئی چیز مانع بھی نہیں مگر پھر بھی وہ اس سے محترز ہے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ روزہ دار ہے اور اُس کے مولیٰ کا حکم ہے کہ ان دونوں چیزوں سے رُکا رہے۔ یہ مشاقی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ باوجود سامانوں کے مہیّا ہونے اور ضرورت کے، ہم اُن چیزوں سے رُکے رہیں جن سے رُکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔''

پھر فرمایا: ''اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے۔ اسی لئے فرمایا لَعَلّکُم تتقُونَ۔''

(حقائق الفرقان۔ جلد اوّل، صفحہ 301-302)

روزوں کی غرض متقی بنانا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ مورخہ 12 مئی 1922ء میں فرماتے ہیں:

''احکام الٰہیہ انسان کے نفع کے لئے ہیں۔ یعنی ان کی غرض انسان سے کچھ لینا نہیں ہوتا بلکہ کچھ دینا ہوتا ہے۔ چنانچہ اِس آیت میں بھی روزوں کے فرض کرنے کی وجہ بتائی گئی کہ لعلّکم تتقونَ تاکہ متقی ہو جاؤ۔ روزہ سے تم لوگوں کا متقی بنا دینا غرض ہے۔''

(خطبات محمودؓ۔ جلد 7، صفحہ 269)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ خطبہ جمعہ مورخہ 10 جون 1983ء میں فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ بتاتا ہے کہ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ لَعلّکُم تتقُونَ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو کیونکہ روزوں کا نتیجہ تقویٰ ہے اور تقویٰ کی تعلیم سب سے زیادہ حضرت محمد ﷺ نے دی اس لئے ضروری تھا کہ پہلوں سے زیادہ شان کے ساتھ تم پر روزے فرض کئے جاتے۔'' (خطبات طاہرؒ۔ جلد 2، صفحہ 316)

خطبہ جمعہ مورخہ 30 مئی 1986ء میں لَعلَّکُم تَتقُونَ کے ایک اور معنی بیان کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

''تاکہ تم تقویٰ کی باریک راہیں اختیار کرو اور تقویٰ کے اعلیٰ مضامین سمجھو۔'' (خطبات طاہرؒ۔ جلد 5، صفحہ 386)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ مورخہ 12 مئی 1922ء میں فرماتے ہیں:

''روزے اس لئے مقرر فرمائے ہیں کہ تم اُن اشیاء کے حملوں سے بچ جاؤ جو خدا سے ناراضگی بڑھاتی ہیں یا اپنے نفسوں کی ایسی اصلاح کرو کہ خدا کی ناراضگی کے اسباب دور ہو جائیں یا یہ کہ ایسے سامان جو خواہ بیرونی ہوں یا اندرونی جن سے خدا ناراض ہوتا ہے اُن سے بچ جاؤ۔ یہ تقویٰ اللہ ہے۔''

(خطباتِ محمودؓ۔ جلد 7، صفحہ 270)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 15 اکتوبر 2004ء میں روزوں کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزوں کی فرضیت اور بعض چیزوں سے بھی پرہیز اس لئے ہے تاکہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ گناہوں سے بچو، گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو اور اس طرح بچو جس طرح کسی ڈھال کے پیچھے چھپ کے بچا جاتا ہے۔ اور انسان جب کسی چیز کے پیچھے چھپ کر بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں ایک خوف بھی ہوتا ہے۔ جس حملے سے بچ رہا ہوتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے وہ پیچھے چھپتا ہے۔ تو فرمایا کہ روزے رکھو اور روزے رکھنے کا جو حق ہے اس کو ادا کرتے ہوئے رکھو تو تقویٰ میں ترقی کرو گے۔ ورنہ ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں بھوکا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم نے جو غلطیاں اور گناہ کئے ہیں ان کے بدنتائج سے بچنے کے لئے میں نے ایک راستہ تمہارے لئے بنایا ہے تاکہ تم خالص ہو کر دوبارہ میری طرف آؤ۔ اور ان روزوں میں، رمضان میں روزے رکھنے کا حق ادا کرتے ہوئے میری خاطر تم جائز باتوں سے بھی پرہیز کر رہے ہوتے ہو اور تمہاری اس کوشش کی وجہ سے میں بھی تم پر رحمت کی نظر ڈالتا ہوں اور شیطان کو جکڑ

دیتا ہوں تا کہ تم جس خوف کی وجہ سے روزہ رکھتے ہو اور روزہ رکھتے ہوئے اس ڈھال کے پیچھے آتے ہو تقویٰ اختیار کرتے ہو تا کہ اس میں تم محفوظ رہو اور تمہیں شیطان کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ تو فرمایا کہ یہ تقویٰ جو ہے، یہ ڈھال جو ہے، یہ شیطان کے حملوں سے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش جو ہے، یہ تمہارے روزے رکھنے کی وجہ سے تمہاری حفاظت کر رہی ہے۔ اس لئے ایک مجاہدہ کر کے جب تم اس حفاظت کے حصار میں آ گئے ہو تو اب اس میں رہنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔ اب اس حصار کو، اس تقویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ اور جو پہلے ہی نیکیوں پر قائم ہوتے ہیں وہ روزوں کی وجہ سے تقویٰ کے اور بھی اعلیٰ معیار حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب پانے والے بنتے چلے جاتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روزہ صرف اتنا نہیں ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیا تو تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ روزے کے ساتھ بہت ساری برائیوں کو بھی چھوڑنا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی پہلے سے بڑھ کر کرنی ہو گی تبھی تقویٰ بھی حاصل ہو گا اور اس میں ترقی بھی ہو گی۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔29 اکتوبر 2004ء)

صلوٰۃ کا حکم کرنے سے تعلق رکھتا ہے اور صوم کا حکم رُکنے سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ مورخہ 12 مئی 1922ء میں فرماتے ہیں:

''کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بعض کام کئے جاتے ہیں اور بعض نہیں کئے جاتے۔ مثلاً ہم اپنے ماں باپ کو خوش کرتے ہیں تا کہ ہمارے اور اُن کے تعلقات مضبوط ہوں۔ مگر وہ تب خوش ہوں گے جب ہم اُن کے لئے بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ پھر ہمارا اپنا نفس ہے اُس کی تندرستی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ بعض چیزیں ہم کھائیں اور ایک خاص مقدار میں کھائیں اور بعض نہ کھائیں۔ جو کھانے والی ہیں اگر مقررہ مقدار سے کم کھائیں گے تو ہماری تندرستی قائم نہیں رہے گی اور جو نہیں کھانے والی وہ اگر کھائیں گے تو بھی صحت نہیں رہے گی۔ اِسی طرح دوستوں، حاکموں، آقاؤں کے ساتھ کرتے ہیں کہ بعض باتیں اُن کی خاطر کی جاتی ہیں اور بعض اُن کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اِسی طرح خدا سے تعلق تب مضبوط ہو سکتا ہے کہ بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ کرنے کے کام حرکت چاہتے ہیں اور نہ کرنے کے سکون۔ اِن دونوں باتوں اور حالتوں کو پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں احکام دیئے ہیں جن میں سے ایک صلوٰۃ (نماز) ہے اور دوسرا صوم۔

صلوٰۃ کے فعل میں حرکت پائی جاتی ہے اور صوم کے معنی میں رُکنا پایا جاتا ہے۔ نماز قائم مقام ہے ان باتوں کی جو کرنے کی ہیں اور روزہ قائم مقام ہے ان باتوں کا جو نہ کرنے والی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس یہی دو احکام ہیں۔ شریعت کے احکام تو بہت ہیں مگر یہ دونوں احکام دونوں قسم کے احکام کے لئے مرکزی نقطہ اور قائم مقام ہیں۔ یعنی کرنے کے احکام صلوٰۃ کے ماتحت آ جاتے ہیں اور نہ کرنے کے احکام صوم کے ماتحت۔ اور اِن دونوں سے تقویٰ اللہ پیدا ہوتا ہے۔ جب تک یہ دونوں طرح کے احکام نہ بجا لائے جائیں تقویٰ اللہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ نماز پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں اور روزے رکھنے کا یہ مدعا ہے کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت یہ کام چھوڑتا ہوں۔ ...

روزے میں حکم ہوتا ہے یہ کرو وہ نہ کرو۔ مثلاً حکم ہوتا ہے کہ روٹی نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو۔ بیوی خاوند کے تعلقات کے پاس نہ جاؤ۔ اور نماز میں حکم ہوتا ہے وضو کرو اور اس طرح کرو۔ کھڑے ہو جاؤ اور یوں کھڑے ہو اور فلاں سمت کو کھڑے ہو۔ جھکو اور یوں جھکو وغیرہ۔ گویا نماز میں کرنے اور روزہ میں نہ کرنے کا حکم ملتا ہے۔

جس طرح نماز میں اللہ نے یہ بتایا کہ جو کرو ہمارے حکم سے کرو اسی طرح روزہ میں حکم دیا کہ جو کچھ نہ کرو ہماری ممانعت سے نہ کرو۔ اس طرح کوئی انسانی فعل نہیں جو خدا کے تصرف سے باہر رہتا ہو۔ انسان جو کام کرے خدا کے امر کے ماتحت اور جو نہ کرے وہ خدا ہی کی نہی کے ماتحت۔ اس طرح انسان کے تمام اعمال کو خدا کے تصرف کے نیچے لایا گیا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر یہ عادت اور یہ قدرت پیدا کرے کہ وہ جو کام کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے اور جس سے باز رہتا ہے خدا کے حکم سے باز رہتا ہے۔ نماز اور روزہ اس بات کی مشق کے لئے ہیں۔ ...

نماز سے غرض نماز کی مشق نہیں بلکہ خدا کے لئے کام کرنے کی مشق ہے کہ جو کام کرے خدا کے لئے کرے۔ اور روزہ سے یہ غرض ہے کہ جو کام چھوڑے وہ خدا کے لئے چھوڑے اور اس کو آئندہ جو کام بھی کرنا پڑے یا چھوڑنا پڑے خدا ہی کی رضا کے لئے کرے یا چھوڑے۔ روزہ کی مشق میں خدا کے لئے کاموں سے رُکنے کی مشق کرانا مدِّنظر ہے اور نماز میں خدا کے لئے کام کرنے کی مشق کرانا مدِّنظر ہے۔'' (خطبات محمودؓ۔ جلد 7، صفحہ 270-274)

نماز و روزہ عبادات کی اصل اطاعت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''عبادت کے معنے ہیں عاجزی، انکساری سے فرمانبرداری کرنا۔ عبادت کے مفہوم میں اس نکتہ کو ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ نماز اور روزہ اور دیگر معروفہ عبادات جس ہیئت اور طرز سے ادا کی جاتی ہیں اس کے خلاف ہیئت اختیار کرنے سے ممکن نہیں کہ ان پر ثواب ملے یا رضائے الٰہی کا موجب ہوں۔ مثلاً یہ روزہ جو کہ ہم رکھتے ہیں اگر ایک خاص وقت تک کھانے پینے سے باز رہنے کا نام ہے تو ضرور ہے کہ ہم جمعہ کو یا عید کے دن بھی روزہ رکھ لیا کریں تو ثواب ملے۔ لیکن ان ایّام میں روزہ رکھنے سے تو ثواب کی بجائے عذاب ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مُطلق روزہ اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر نماز بہ ایں ہیئت کہ ہم ادا کرتے ہیں اگر عبادت ہے تو فجر کی دو رکعت کی بجائے اگر تین یا چار پڑھ لیں تو بھی ثواب ہونا چاہئے بلکہ زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ محنت زیادہ ہوئی۔ وہی کلمات ہیں جن کی تکرار کثرت سے کی گئی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ دو کے بجائے چار تو درکنار صرف ایک رکن نماز ہی بڑھا دینے سے نماز باطل ہو کر موجب عذاب ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نماز مطلق اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔ پھر ہم معاشرت کو دیکھتے ہیں کہ وہی چہل پہل اور محبت اور پیار اور راز و نیاز کی باتیں اور معاشرت کی حرکات ہیں کہ جب انسان اپنی منکوحہ بیوی سے معاشرہ کرتا ہے تو ثواب پاتا ہے لیکن جب ایک نامحرم عورت سے کرتا ہے تو عذاب کا مستحق ہے حالانکہ عورت ہونے میں تو بیوی اور نامحرم ایک ہی ہیں اور وہی حرکات ہیں۔ تو ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز روزہ معاشرت اور دیگر عبادات شرعیہ مطلق اپنی ذات اور ہیئت کے لحاظ سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ اس لئے عبادت کا لفظ ان پر آتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے کی جاتی ہیں اور جب ان میں ایک ذرا سی بات بھی اپنی طرف سے ملا دی جاوے تو پھر یہ عبادت نہیں رہتیں۔ اور اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عبادت کے معنے اصل میں اطاعت کے ہیں۔''

(حقائق الفرقان۔ جلد اوّل، صفحہ 16--17)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں روزہ کی غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے روزے رکھنے کی توفیق عطا کرے اور رمضان کی جملہ برکات و فیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین

تیسری اور آخری قسط

ذکرِ حبیبؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم ایم۔اے۔سابق ناظر اعلیٰ وامیر مقامی صدر انجمن احمدیہ ربوہ

میاں بیوی کے تعلقات کو خوشگوار اور ہر بدمزگی سے پاک رکھنے کا یہ عجیب نسخہ ہے جو اس واقعہ کو پڑھنے سے ہمارے سامنے آتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی خوبی کی قدر کریں اور اپنی قدر دانی کو صرف دل میں محسوس کر کے نہ رہ جائیں بلکہ اس کا اظہار بھی کریں تا کہ دوسرا فریق بھی یہ امر جان لے کہ اس کے رفیق حیات کے دل میں اس کے لئے قدر دانی اور محبت کے جذبات موجزن ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضورؑ اور اماں جانؓ کا یہ رشتہ باہمی محبت اور احترام اور مودّت کا رشتہ تھا۔اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان کرتی ہیں:

''ایک بار مجھے یاد ہے حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت اقدس سے کہا (ایک دن تنہائی میں الگ نماز پڑھنے سے پیشتر) کہ مَیں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے پہلے اٹھائے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا:''اور مَیں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور مَیں تم کو سلامت چھوڑ کر جاؤں۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 459-460)

حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحب رضی اللہ عنہا نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جس سے اس باہمی تعلق محبت ومودت پر مزید روشنی پڑتی ہے۔آپؓ فرماتی ہیں:

''حضرت اماں جانؓ بیمار تھیں اور حضرت اقدس تیمارداری فرماتے۔ کھڑے دوائی پلا رہے تھے اور حالت اضطراب میں اماں جانؓ کہہ رہی تھیں 'ہائے میں تو مرجاؤں گی آپ کا کیا ہے۔بس اب مَیں مر چلی ہوں، تو حضرت نے آہستہ سے فرمایا' تو تمہارے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے' حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ مزید فرماتی ہیں:''ایسی ایسی دل نوازی کی ہزاروں باتیں ہیں۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 394)

اسی قسم کا ایک واقعہ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل دین صاحب زمیندار کھاریاں نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کہا دُنیا میں رشتے تو بہت ہوتے ہیں مگر میاں بیوی کا رشتہ سب سے بڑا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں آپ کے ساتھ مروں۔' (سیرت المہدیؑ،حصہ پنجم،روایت نمبر1440)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان فرماتی ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ایک بہت بڑی تبدیلی آپ میں واقع ہوئی۔ پھر مَیں نے آپ کو پُرسکون، مطمئن اور بالکل خاموش نہیں دیکھا۔ایک بے قراری اور گھبراہٹ آپ کے مزاج میں باوجود انتہائی صبر اور ہم لوگوں کے دلداری کے خیال کے پیدا ہوگئی جو آج تک نہیں گئی۔ یہ معلوم ہوتا ہے اس دن سے آپ دنیا میں ہیں بھی مگر نہیں بھی اور ایک بے چینی سی ہر وقت لاحق ہے جیسے کسی کا کچھ کھو گیا ہو۔اس سے زیادہ میں اس کیفیت کی تفصیل نہیں بیان کرسکتی۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 460)

لیکن اس اضطراب اور بے چینی کے باوجود جس کا تذکرہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے فرمایا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے فوری بعد آپ کی کیا کیفیت تھی، اس کے بارہ میں مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جو خلافت ثانیہ کے قیام پر جماعت مبائعین سے علیحدہ ہوگئے تھے حضور کی وفات پر تحریر فرماتے ہیں:

''جب حضرت مسیح موعودؑ وفات پا گئے تو حضرت اُمّ المومنین نے اس وقت وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے انسان حضرت اقدس کی قوت قدسی کا اندازہ اچھی طرح سے کرسکتا ہے۔ہم سب چھ سات گھنٹے حضرت اقدس کی خدمت میں رہے۔ اُمّ المومنینؓ برقعہ پہنے خدمت والا میں حاضر رہیں اور کبھی سجدہ میں گر جاتیں اور بار بار یہی کہتی تھیں کہ' اے حی وقیوم خدا۔ اے میرے پیارے خدا اے قادر مطلق خدا۔ اے مُردوں کے زندہ کرنے والے خدا تو ہماری مدد کر۔ اے وحدہ لاشریک خدا۔ اے خدا میرے گناہوں کو بخش۔ میں گنہگار ہوں اے میرے مولیٰ میری زندگی بھی تو ان کو دیدے۔ میری زندگی کس کام کی ہے۔ یہ تو دین کی خدمت کرتے ہیں۔ میری زندگی بھی ان کو دیدے''۔ بار بار یہ الفاظ آپ کی زبان پر تھے کسی قسم کی جزع فزع آپ نے نہیں فرمائی اور آخر میں جبکہ انجام بہت قریب تھا۔آپ نے فرمایا:

''اے میرے پیارے خدا یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں۔ مگر تو ہمیں نہ چھوڑیو اور کئی بار یہ کہا اور جب آخر میں لیٹین پڑھی گئی اور دم نکل گیا تو اندر مستورات نے رونا شروع کیا۔ مگر آپ بالکل خاموش ہوگئیں اور ان عورتوں کو بڑے زور سے جھڑک دیا اور کہا کہ میرے تو خاوند تھے جب میں نہیں روئی تم کون رونے والی ہو۔ ایسا صبر واستقلال کا نمونہ ایک ایسی پاک عورت سے جو کہ ایسی ناز ونعمت میں پلی ہوئی ہو اور جس کا ایسا بادشاہ اور ناز اٹھانے والا خاوند انتقال کر جائے، ایک اعجاز ہے۔ اسی طرح صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے اپنا پورا صبر اور استقلال کا نمونہ دکھایا اور ہر طرف سے سوائے حی وقیوم کے الفاظ کے اور کوئی آواز نہ آتی تھی۔ یہ سارا نقشہ حضرت اقدس کی قوت قدسیہ کا اندازہ کرنے کے لئے ایک انصاف پسند آدمی کے لئے کافی ہے۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 388-389)

جیسا کہ ظاہر ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ باہمی محبت اور مودّت کا رشتہ ہے اور اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ خاوند کے عزیز و اقارب اور ان کا عزت واحترام بیوی کو عزیز ہو اور یہی کیفیت دوسری طرف ہو کہ بیوی کے اعزہ خاوند کے لئے قابل احترام ہوں تب ہی یہ رشتہ مثالی کہلا سکتا ہے۔

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کا حضور کی زوجہ اوّل اور ان کے بیٹوں کے ساتھ حسن سلوک اور دل سے ان کی خیر خواہی کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ حضور کے دیگر اعزہ واقارب کے ساتھ بھی اماں جانؓ کا یہی روّیہ اور یہی سلوک تھا۔ اور باوجود اس کے کہ ابتدا میں حضور کے اقارب کا روّیہ اماں جانؓ کے ساتھ اچھا نہ تھا۔ چنانچہ حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا تحریر فرماتی ہیں کہ انہیں حضرت اماں جانؓ نے بتایا کہ:''جب تمہارے ابا مجھے بیاہ کر لائے

تو یہاں سب کنبہ سخت مخالف تھا (اس وقت تک شادی کی ہی وجہ سے غالبًا) دو چار خادم مرد تھے اور پیچھے سے ان بیچاروں کی بھی گھر والوں نے روٹی بند کر رکھی تھی گھر میں عورت کوئی نہ تھی''۔ اماں جانؓ کے ساتھ دلّی سے آئی ہوئی ایک خادمہ تھی جو یہاں کسی کی زبان نہ سمجھتی تھی اور نہ ان کی بات کوئی سمجھ سکتا تھا۔''

لیکن جلد کچھ عرصے کے بعد ہی اماں جانؓ کے حسنِ سلوک سے دونوں گھروں میں آنا جانا شروع ہو گیا اور باوجود اس کے تائی یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے بھائی کی بیوہ اپنی مرضی کے خلاف کسی کو اور کسی بات کو برداشت کرنے کی عادی نہ تھیں۔ اور ہر ایک کے بارہ میں کچھ نہ کچھ کہتی رہتی تھیں اور اپنی عادت کے مطابق وہ حضرت اماں جانؓ کے بارے میں بھی اعتراض کے رنگ میں کچھ نہ کچھ کہتی تھیں۔ لیکن اماں جانؓ ہنس کر ٹال جاتی تھیں اور دونوں گھروں میں تعلقات اس حد تک آ گئے تھے کہ حضرت اماں جانؓ کی بڑی صاحبزادی عصمت دن کا بیشتر وقت حضور کی زوجہ اوّل کے پاس گزارتی تھیں اور انہیں بڑی اماں کہتی تھیں۔

حضرت قاضی محمد اکمل صاحبؓ کی اہلیہ استانی سکینۃ النساءؓ صاحبہ جن کو ایک لمبا عرصہ حضرت اماں جانؓ کو دیکھنے کا موقعہ ملا حضور کے رشتہ دار جو حضور کے مخالف بھی تھے کے ساتھ تعلقات کے بارہ میں لکھتی ہیں:

''حضرت اُمّ المومنین مدظلہا کا اپنے سسرال والوں سے نرمی و محبت، عزت و احترام کا برتاؤ، اکثر مخالف مغلوں کی بیگمات نے بھی آپ کا حسنِ سلوک اور نیک برتاؤ دیکھ کر ہمیشہ اماں جان یا بیوی صاحبہ کر کے سراہا اور سب بیگمات مُریدوں کی طرح آپ کا عزت و احترام کرتیں۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 395)

چنانچہ تعلقات روز بروز بہتر ہوتے رہے تا آنکہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے موقعہ پر حضور کے جملہ خاندان نے حضور سے تعلقات منقطع کر لئے۔

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بھی حضرت اماں جانؓ کا خصوصی طور پر شفقت اور محبت کا سلوک ہوتا تھا۔

حضرت اماں جی صغریٰ بیگمؓ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے بارہ میں تحریر کرتی ہیں:

''میری شادی کے وقت حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اُمّ المومنینؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ساتھ برات میں گئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر اس وقت تقریباً چھ ماہ کی ہوگی۔ شادی کے دو تین دن کے بعد حضرت اُمّ المومنینؓ کی موجودگی میں مَیں حضرت مسیح موعودؑ سے بیعت ہوئی۔ میری بیعت شہزادہ حیدر کے مکان میں ہوئی تھی۔ حضرت اُمّ المومنین نے میری بیعت پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور مٹھائی بھی تقسیم کی۔

مَیں اپنے شوہر حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ساتھ جموں چلی گئی اور حضرت اُمّ المومنینؓ کچھ دنوں لدھیانہ میں ہی ٹھہری رہیں کیونکہ حضرت میر ناصر نوابؓ ان دنوں لدھیانہ میں ملازم تھے۔ مَیں جب جموں سے واپس آئی تو قادیان بھی آئی۔ اماں جانؓ نے مجھے اپنے گھر اتارا۔ اپنا سارا زیور اور لباس مجھے پہنایا۔ مجھے ان کا یہ حسن اخلاق کبھی اور کسی وقت نہیں بھولتا۔''

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اُمّ المومنینؓ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ میر حسام الدین صاحبؓ کے مکان پر اترے ہوئے تھے اور مَیں ان دنوں مولوی صاحبؓ کے پاس جموں میں تھی۔ حضرت اُمّ المومنینؓ نے بھاگ بھری نائن کو میرے لئے بہت سے تحفے اور کپڑے دے کر جموں بھیجا کہ مجھے وہاں سے بُلا لائے۔ مگر حضرت خلیفہ اوّلؓ ان ایام میں کشمیر گئے ہوئے تھے اس لئے مَیں حاضر نہ ہو سکی۔

حضرت اُمّ المومنینؓ نے جس نگاہ سے مجھ کو پہلے دن دیکھا اسی نگاہ سے آج تک دیکھتی ہیں اور ہمیشہ بڑی بہو کے لقب سے پکارا۔ نیک اور مادرانہ سلوک فرمایا۔ مجھے ہر تنگی اور ترشی میں اپنے پاس رکھا کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا۔ چنانچہ اب تک حضرت اماں جانؓ میرے پاس خود تشریف لاتی ہیں اور باوجود بیماری کے میرا احساس رکھتی ہیں۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 287-288)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اور ان کے صاحبزادہ محمود عرفانی صاحب نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی سیرت میں بہت سے واقعات جمع کر دیئے ہیں جن سے آپؓ کے صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ سے سلوک کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں ان کے لئے کس قدر شفقت اور محبت تھی۔ قادیان میں آپ احمدی گھرانوں اور خاص کر صحابہ کرام کے گھروں میں جاتی رہتی تھیں اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرتیں۔ اور ان کے دکھ درد اور خوشی میں شریک ہوتی تھیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک ماں اپنے بچوں کے دکھ درد اور خوشیوں میں شریک ہوتی اور ان کے غم پر غمگین اور خوشی کے موقعہ پر خوش ہوتی ہے۔ یہ بات صرف قادیان میں بسنے والے صحابہؓ تک محدود نہ تھی بلکہ قادیان سے باہر بھی جہاں آپ تشریف لے جاتیں وہاں آباد صحابہ کرام یا ان کے بیوی بچوں کے گھروں میں ضرور تشریف لے جاتی تھیں۔ چنانچہ میاں غلام محمد اختر صاحب لاہور میں رہائش پذیر تھے اور کئی دفعہ حضرت اماں جانؓ لاہور ان کے گھر ٹھہرتی تھیں۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

''ایک خاص وصف جو میرے مطالعہ میں آیا وہ یہ ہے کہ جب کبھی بھی آپ قادیان سے باہر تشریف لے جاتی ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کے گھر والوں سے بھی ضرور ملاقات فرماتی ہیں۔ واپسی پر خواہ چند لمحوں کے لئے ہی ہو سب کے گھر خواہ عرف عام کے لحاظ سے غریب ہوں یا میرا اپنے ملاقاتیوں سے ملتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کے گھر والوں سے خاص طور پر محبت رکھتی ہیں۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 444)

حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا صحابہ کرام اور ان کی اولاد سے حضرت اماں جانؓ کی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''سب جماعت سے محبت دلی فرماتی تھیں۔ اور خصوصاً حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے لوگوں سے آپ کو بہت ہی پیار تھا۔ ان کی اولادوں کو اب تک دیکھ کر شاد ہو جاتی تھیں۔ شاید آپ میں سے بعض کو پورا احساس نہ ہو۔ مجھے پوچھیں آپ سچ مچ ایک اعلیٰ نعمت سے ایک ہزار ماں سے بہتر ماں سے محروم ہو گئے ہیں۔

ہر چھوٹے بڑے کی خوشی اور تکلیف میں دل سے شریک ہوتی تھیں۔ جب تک طاقت رہی یعنی زمانہ قریب ہجرت تک جب باہر جاتیں۔ اکثر گھروں میں ملنے جاتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے آپ کا یہی عمل تھا۔ مجھے کئی واقعات یاد ہیں کہ کسی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور آپ برابر ان کی تکلیف کے وقت میں زچہ کے پاس رہیں اور یہی طریق بعد میں جب تک ہمت رہی جاری رہا۔

''خاص چیز جو پکواتیں بہت کھلی اور ضرور سب میں تقسیم کرتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ لوگ کم تھے تو سب کو گھروں سے بلوا کر اکثر ساتھ ہی کھلوایا کرتی تھیں۔''

(تحریراتِ مبارکہؓ صفحہ 19-20)

اس سلسلہ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے ایک واقعہ بھی تحریر کیا ہے فرماتی ہیں:

''اکثر ایسوں کا نام لے کر بیقرار ہو کر دعا کرتیں۔ جن کا بظاہر کسی کو خیال تک نہ ہوتا۔ ایک بار لیٹے لیٹے اس طرح کرب سے ''یا اللہ'' کہا کہ مَیں گھبرا گئی۔ مگر اس کے بعد کا فقرہ کیا تھا؟ یہ کہ ''میرے نیرّ کو بیٹا دے'' خدا نے آپ کے نیرّ (مکرم مولوی عبدالرحیم

صاحب نیرؓ) کو اس کے بعد محمودہ کرٹک سے دو بیٹے عطا فرمائے۔ خدا نیکی اور زندگی ان کو بخشے۔“ (تحریرات مبارکہؓ، صفحہ 19)

مکرم شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس کی ذات ایک نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے والد شیخ محمد بخش صاحب بٹالہ میں سب انسپکٹر پولیس تھے جماعت کے سخت مخالف اور معاند تھے۔ لیکھرام کے قتل کے موقعہ پر ان کو مخالفت ظاہر کرنے کا موقعہ ملا اور انہوں نے حضور کے گھر میں تمام سامان کی تلاشی لی اور ٹرنک کھلوا کر سارا سامان دیکھا 1907ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ کے تحت ان کے بیٹے شیخ نیاز محمد صاحب کو حضورؑ کے قدموں میں لا ڈالا اور انہوں نے بیعت کر لی۔ مکرم شیخ صاحب حضرت اماں جانؓ کے بارہ میں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”بیعت کے قریباً دس، بارہ سال کے بعد میری اہلیہ قادیان میں آئیں اور حضرت سیدہ اُمّ المومنینؓ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں تو حضرت سیدہ نہایت ہی شفقت سے ان سے ملیں اور فرمایا کہ تم تو بہت دیر سے آئی ہو۔ مگر تمہارے میاں ہمارے مدت سے واقف ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں تمہارے میاں ہمارے لئے ایک کپڑا لائے تھے جو حضرت اقدس لے کر خوشی خوشی اندر تشریف لائے اور ہنستے ہوئے مجھے دے کر فرمایا کہ یہ تمہارے لئے محمد بخش تھانیدار بٹالہ کا لڑکا لایا ہے جس کے والد نے تلاشی کے وقت تمہارے ٹرنک کھولے تھے۔ میری اہلیہ نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو مجھے حضرت سیدہ کی اس کمال شفقت اور غریب نوازی پر بہت تعجب ہوا کیونکہ مجھے وہ واقعہ بھول چکا تھا۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ، صفحہ 472)

شیخ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ایک بار ان کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے اور یہ گرفتار ہو گئے آخر مقدمے عدالت میں پیش ہوئے اور جھوٹے ثابت ہوئے اور خاکسار کو رہائی نصیب ہوئی۔ قادیان اطلاع پہنچنے پر سب سے پہلے بوقت صبح حضرت سیدہ اُمّ المومنینؓ ہی ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئیں اور اس عاجز کی دختر عزیزہ عنایت بیگم کو جو اس وقت گھر میں موجود تھی۔ مبارک باد دی۔ نیز فرمایا شکر ہے میرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے رہائی دی۔ مَیں تو ہر نماز میں اس کے لئے دعائیں کرتی رہی ہوں اور فرمایا کہ ہماری طرف سے شیخ صاحب (اس عاجز) کو لکھ دو کہ مقدمات کرنے والوں پر کوئی کارروائی نہ کریں اور انہیں معاف کر دیں۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ، صفحہ 477)

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”ایک احمدی دوست جو کچھ عرصہ کے لئے اپنے روزگار کے سلسلہ میں ولایت گئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی واپسی پر حضرت اُمّ المومنینؓ کو ان سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ’کوئی نماز ایسی نہ تھی جس میں مَیں نے تمہارے لئے دعا نہ کی ہو‘

”ان احمدی سے حضرت اُمّ المومنینؓ کا کوئی رشتہ داری کا تعلق نہ تھا اور نہ وہ کوئی مال و دولت رکھتا تھا۔ صرف اس کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے لئے اخلاص و محبت تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کے دل میں اس کے لئے اس قدر شفقت تھی کہ اس کی غیر حاضری میں تین ماہ کے لمبے عرصے تک بالالتزام ہر نماز میں اس کے لئے دعا فرماتی رہیں۔ اس احمدی دوست کا نام شیخ احمد اللہ صاحب ہے۔“

حضرت مولوی صاحبؓ مزید فرماتے ہیں:

”اپنے خدام سے آپ کی محبت و شفقت کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے خدام کی خوشی اور غمی کے موقعوں پر اب تک شرکت فرماتی رہتی ہیں۔ چنانچہ جب بندے کی اہلیہ فوت ہوئیں تو آپ بذات خود معہ دیگر خواتین خاندان تشریف لائیں اور نہایت شفقت سے میری اہلیہ مرحومہ کے سر پر دست شفقت پھیرتی رہیں۔“ **جزاھا اللہ احسن الجزاء۔**

”اسی طرح جب عزیزم عبدالرحیم کا لڑکا فضل الرحیم یعنی میرا پوتا پیدا ہوا تو آپ بندے کے غریب خانے پر تشریف لے گئیں اور بڑی دیر بچے کو مادرِ مہربان کی طرح اپنے ہاتھوں میں اٹھائے رکھا۔ یہ آپ کی خدام سے شفقت اور مہربانیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ یہ شفقت کسی خاص طبقہ سے مخصوص نہیں بلکہ غرباء بھی اس سے اسی طرح مستفیض ہوتے رہتے ہیں جس طرح دوسرے۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ، صفحہ 284-285)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت سے سفر اس غرض سے اختیار کئے کہ آپ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو ان کے والدین سے ملانے کے لئے ان جگہوں پر لے کر گئے جہاں ان دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کا قیام ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے بیان کیا کہ جس جس جگہ حضرت والد صاحبؓ (یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ) کا قیام ہوتا تھا وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی عموماً تشریف لایا کرتے تھے مثلاً انبالہ چھاؤنی، لدھیانہ، پٹیالہ، فیروز پور چھاؤنی میں آپ تشریف لے گئے تھے۔“

حضرت میر صاحبؓ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ عام طور پر تو حضور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے گھر پر ہی رہائش رکھتے تھے مگر جب حضور کے پاس آنے والے احباب کی کثرت ہوئی تو انبالہ میں ایک مرتبہ کچھ وقت کے لئے اور لدھیانہ میں کئی مرتبہ ایک بڑا مکان جو حضرت میر صاحبؓ کے رہائشی مکان سے ملحق تھا حضور نے کرایہ پر لیا اور حضرت میر صاحبؓ کے افراد خانہ ان اس بڑے مکان میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آ جاتے تھے اور میر صاحبؓ کا مکان بطور مردانہ استعمال ہوتا تھا۔

(سیرت المہدیؑ، حصہ اول، روایت نمبر 422)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعض خطوط میں بھی ایسے سفروں کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ 19/جون 1887ء کو حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

”اس وقت میں انبالہ چھاؤنی کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ کیونکہ میر ناصر نواب صاحبؓ لکھتے ہیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں زندگی سے ناامیدی ہے۔ ان کی لڑکی کی اپنی والدہ سے ایسے وقت میں ملاقات ہو جانی چاہئے۔ سو مَیں آج لے کر اسی وقت روانہ ہوتا ہوں۔“

(مکتوباتِ احمدؑ، جلد 2، مکتوب نمبر 72، صفحہ 506)

نیز 27/اکتوبر 1889ء کو لدھیانہ سے حضورؑ نے حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ کے نام خط میں تحریر فرمایا:

”یہ خط مَیں آپ کو لدھیانہ سے لکھتا ہوں میری روانگی کے وقت آپ کا خط مع مبلغ دس روپیہ قادیان میں مجھ کو ملا مگر افسوس کہ مَیں اس دن ایک تشویش کی حالت میں لدھیانہ کی طرف تیار تھا اس لئے آپ کی فرمائش پر عمل کرنے سے مجبور رہا اس دن لدھیانہ سے یہ خط پہنچا تھا کہ میر ناصر نواب صاحبؓ کے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں اور انہوں نے میرے گھر کے لوگوں کو بلایا تھا کہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ۔ وقت بہت تنگ تھا اس وجہ سے بندوبست جلد بھیجنے کا نہ کر سکا اور افسوس رہا اب شاید ایک ہفتہ تک لدھانہ میں ہوں۔ ... جس وقت میں قادیان میں آؤں اس وقت آپ کسی پہنچانے والے کا بندوبست کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ میں حلوہ تیار کرا کر بھیج دوں گا۔“

(مکتوباتِ احمدؑ، جلد 2، مکتوب نمبر 164، صفحہ 566)

ضمناً یہ بھی عرض ہے کہ حضور حضرت چوہدری صاحبؓ کی جس فرمائش پر عمل نہ کرنے کے لئے معذرت کر رہے ہیں وہ یہ تھی کہ حضرت چوہدری صاحبؓ نے حضور سے انڈوں کا حلوہ بنا کر بھجوانے کی فرمائش کی تھی اپنے خادم کی معمولی فرمائش جلد پوری نہ کر سکنے کا آپ کو اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے بذریعہ خط ان سے

معذرت کرنی ضروری سمجھی۔

حضور علیہ السلام کا ایک اور سفر جس کا حضرت اماں جانؓ سے خاص تعلق بنتا ہے اکتوبر 1905ء کا سفر دلّی کا ہے اس سفر میں حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل خانہ بھی ساتھ تھے۔ دلّی کے قیام کے دوران حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو حضور نے ان کے علاج کے لئے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کو دلّی آنے کے لئے تار دیا۔ جب تار حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ تک پہنچا تو آپ اپنے مطب میں تشریف فرما تھے اور مریض دیکھ رہے تھے حضور کا تار ملتے ہی حضرت مولوی صاحب بتعمیل حکم میں اسی حالت میں سفر کے لئے روانہ ہو گئے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا۔ گھر والوں کو آپ کے اس طرح جانے کا علم ہوا تو انہوں نے کمبل اور کپڑے تو بھجوا دیئے لیکن پیسے بھجوانے کا ان کو خیال نہ آیا، بٹالہ پہنچے تو ایک ہندو رئیس اپنی بیوی کو، جو بیمار تھی اسٹیشن پر لے آیا اور حضرت مولوی صاحبؓ نے اس کا معائنہ فرمایا اور نسخہ لکھ کر دیا اور اس نے حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں ایک معقول رقم پیش کر دی اور اس طرح حضرت مولوی صاحبؓ کے دلّی جانے کے لئے رقم کا بندوبست ہو گیا۔

(حیاتِ نورؓ صفحہ 285)

حضورؑ نے آخری سفر بھی جو لاہور کا سفر تھا اور جس میں آپ کی وفات ہوئی دراصل حضرت اماں جانؓ کی خاطر اور آپ کی خواہش پر ہی اختیار کیا تھا۔ حضرت اماں جانؓ کی طبیعت علیل تھی اور آپ علاج کے لئے لاہور جا کر کسی لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ چاہتی تھیں مگر بعض الہامات کی بناء پر حضورؑ اس سفر پر جانے میں متامل تھے۔ لیکن اماں جانؓ کی خواہش پر جو دراصل خدائی تقدیر ہی تھی حضور نے یہ سفر فرمایا اور اسی سفر کے دوران آپ کی وفات ہو گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سیر کرنے کے بارہ میں اکثر احباب جانتے ہیں اور یہ بات بھی معروف ہے کہ حضور کے ملفوظات کا ایک حصہ بھی سیر کے دوران حضور کے ارشادات پر مشتمل ہے جو حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور بعض دوسرے احباب قلم بند کر کے محفوظ کرتے رہے۔ لیکن کم دوست جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت اماں جانؓ کو علیحدہ سیر کے لئے لے جایا کرتے تھے اور بسا اوقات دوسری خواتین بھی اور بچے بھی ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ سیرت اور تاریخ کی کتب میں ایسی بہت سی روایات موجود ہیں۔ سیرت المہدی حصہ چہارم اور پنجم میں ان سیروں میں شامل ہونے والی کئی خواتین کی روایات موجود ہیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جانؓ کا آپس میں تعلق ایک ایسا تعلق تھا کہ جس قسم کے تعلق کی تمنا ہر میاں بیوی کے دل میں ہوتی ہے یا ہونی چاہئے۔ اور جس طرح حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک لمبے عرصے کے مشاہدے کے بعد بیان کیا ہے۔ آپ کا جوڑا ایک Ideal جوڑا تھا یہی وجہ ہے کہ حضور کی وفات کے بعد حضرت اماں جانؓ کی کیفیت باوجود اپنے رب کی رضا پر راضی ہونے اور رہنے کے بقول حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ ایسی ہوتی تھی:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ نے بہت زیادہ صبر و تحمل کا نمونہ دکھایا۔ مگر آپ کی جدائی کو جس طرح آپ محسوس کرتی رہیں۔ اس کو جو لوگ جانتے ہیں وہ اس صبر کو اور بھی حیرت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ آپؓ اکثر سفر پر بھی جاتی تھیں اور بظاہر اپنے آپ کو بہت بہلائے رکھتی تھیں باغ وغیرہ یا باہر گاؤں میں پھرنے کو بھی عورتوں کو لے کر جانا یا گھر میں کچھ نہ کچھ کام کرواتے رہنا کھانا پکوانا اور اکثر غرباء میں تقسیم کرنا (جو آپ کا بہت مرغوب کام تھا) لوگوں کا آنا جانا اپنی اولاد کی دلچسپیاں یہ سب تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد پورا سکون آپ نے کبھی محسوس نہیں کیا۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اپنا وقت کاٹ رہا ہے۔ ایک سفر ہے جس کو طے کرنا ہے۔ کچھ کام ہیں جو جلدی جلدی کرنے ہیں غرض بظاہر ایک صبر کی چٹان ہونے کے باوجود ایک قسم کی گھبراہٹ سی بھی تھی۔ جو آپ پر طاری رہتی تھی۔ مگر ہم لوگوں کے لئے تو گویا وہ ہر غم اپنے سینہ میں چھپا کر خود سینہ سپر ہو گئی تھیں۔ دل میں طوفان اس درد جدائی کے اٹھتے اور اس کو دبا لیتیں اور سب کی خوشی کے سامان کرتیں۔ مجھے ذاتی علم ہے کہ جب کوئی بچہ گھر میں پیدا ہوتا تو خوشی کے ساتھ ایک رنج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جدائی کا آپ کے دل میں تازہ ہو جاتا۔ اور وہ آپ کو اس بچہ کی آمد پر یاد کرتیں۔‘‘

(تحریراتِ مبارکہؓ صفحہ 16-17)

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی کیا کیفیت تھی اس کے بارہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی رائے قبل ازیں پیش کی جا چکی ہے کہ: ’’ہر بات میں حضرت کو صادق و مصدوق مانتی ہیں جیسے کوئی جلیل سے جلیل اصحابی مانتا ہے۔‘‘

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد جب حضور کا جنازہ قادیان لایا گیا اور حضرت اماں جان کے مکان واقعہ باغ کے بڑے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا حضور کا چہرہ دیکھنے کے لئے تشریف لائیں۔ اس وقت حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ کو وہاں نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت اماں جانؓ کے دل کے جذبات آپ کی زبان پر آ گئے اور حضرت شیخ صاحبؓ نے سن لئے اور ہمارے لئے محفوظ کر لئے آپؓ فرماتے ہیں:

’’اماں جان تشریف لائیں اور جنازہ کی پائینتی کی طرف کھڑی ہو گئیں اور نہایت دردناک آواز میں فرمایا:

’’تو نبیوں کا چاند تھا تیرے سبب سے میرے گھر میں فرشتے اترتے تھے۔‘‘

حضرت شیخ صاحبؓ مزید لکھتے ہیں ’’مجھے یہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں۔ اس میں شوہر کی محبت ہی کا اظہار نہیں بلکہ اس ایمان کا مظاہرہ ہے جو آپ کے قلب میں تھا۔‘‘

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 447)

حضرت اماں جانؓ کی ہمیشہ یہ تمنا رہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر خواہش کو پورا کیا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہش رکھتے تھے کہ حج کیا جائے اگرچہ بوجہ مخالفت اور دشمنوں کے عناد کے کبھی بھی آپ کے لئے حج کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن چونکہ حضرت اماں جانؓ کو حضور کی اس خواہش کا علم تھا اس لئے آپ نے حضور کی وفات کے بعد حافظ احمد اللہ خان صاحب کو اپنے پاس سے رقم دے کر حج کے لئے روانہ کیا اور اس طرح حافظ صاحب کے حصہ میں سعادت آئی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے حج بدل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے وصال کے وقت کچھ مقروض تھے۔ اس قرضہ کی ادائیگی کے لئے باوجود ذرائع آمد کے بند ہو جانے کے اور اپنے گزارے کے سامان نہ ہونے کے بھی حضرت اماں جانؓ نے حضور کے وصال کے جلد بعد اپنا زیور بیچ کر قرضہ ادا کیا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے اس وقت ہمارے پاس اپنے گزارے کا کوئی سامان نہ تھا۔ والدہ صاحبہ سے اس کے ہر بچہ کو محبت ہوتی ہے۔ لیکن میرے دل میں نہ صرف اپنی والدہ ہونے کے لحاظ سے حضرت اُمّ المومنین کی عظمت تھی۔

(باقی صفحہ 15)

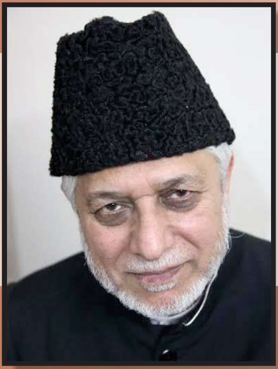

خلافت کے زیر سایہ عالمگیر وحدت کا قیام

محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج برطانیہ وامام مسجد فضل لندن

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص

(سورۃ آل عمران 3: 104)

ابتدائیہ

"خلافت کے زیرِ سایہ عالمگیر وحدت کا قیام"

یہ ہے وہ موضوع جس پر مجھے آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔

خلافت کا مضمون جماعت احمدیہ کے لئے رگِ جان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت نمبر 56 میں خلافت کے بابرکت انعام کے حوالہ سے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ:

"اے مسلمانو! تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔"

(سورۃ النور 24: 56)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عملِ صالح کی دو شرائط سے مشروط، امتِ مسلمہ سے خلافت کے قیام کا حتمی وعدہ فرمایا ہے۔ نبیوں کی آمد کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام ہوتا ہے اور خلافتِ حقہ کی بھی یہی نشانی رکھی گئی ہے کہ اس کا بنیادی اور آخری مقصد توحید اور وحدت کا قیام ہے اور یہی بات میری تقریر کا مرکزی نکتہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص

(سورۃ آل عمران 3 آیت 104)

کہ اے مومنو! اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی ہدایت اور وحدت کا ذریعہ حبل اللہ کی صورت میں اتارا ہے۔ حبل اللہ سے مراد دینِ اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا مقدس وجود بھی ہے اور مسیح پاک کا وجود بھی جن کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ساری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا۔ پھر اس سے مراد خلافتِ احمدیہ بھی ہے جس کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہماری ترقی، وحدت اور نجات کا وسیلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ اس رسی کو مضبوطی سے پکڑنا اور پکڑے رکھنا ہمارا فرض ہے۔

خلافت۔ عالمگیر وحدت کا پیغام

حضرات! تقریر کے عنوان میں عالمگیر وحدت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو گہری حکمت اور صداقت پر مبنی ہے۔ اس کے مفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ وحدت کا مضمون اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں واحد و یگانہ ہے۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا واحد خالق و مالک ہے۔ اس کی صفت رب العالمین اس کے اعلیٰ مقام کی نشان دہی کرتی ہے۔ پھر اس نے جو کتاب ہدایت قرآن شریف کی صورت میں دنیا کو عطا فرمائی وہ ساری دنیا کے لئے، ہر اسود و احمر کے لئے ایک عالمگیر کتابِ ہدایت ہے جیسا کہ فرمایا کہ ہُدًى لِّلنَّاسِ (سورۃ البقرۃ 2: آیت 186) ہے۔ ہمارے پیارے آقا ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کا منصب عطا فرمایا ہے۔ اس میں اکملیت، افضلیت اور عالمگیریت کا مضمون پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ارشاد فرمایا کہ آپؐ یہ اعلانِ عام فرمادیں کہ:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(سورۃ الاعراف 7: 159)

کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

یہ عالمگیر نبوت کا ایسا عظیم الشان اعلان ہے جس میں کوئی نبی بھی آپ کا ہمسر نہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد تائید الٰہی سے جو خلافتِ راشدہ قائم ہوئی اس کا دائرہ بھی عالمگیر تھا اور ہر خلیفۂ راشد کو خلیفۃ الرسول کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ عالمگیر پیغامِ نبوت عالمگیر سلسلہ خلافت کے ذریعہ ممکن حد تک اکنافِ عالم میں پھیلتا چلا گیا اور جب دورِ آخرین میں اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آنحضرت ﷺ کے امتی اور ظلی نبی ہونے کے لحاظ سے آپؑ کا دائرہ کار بھی سب دنیا پر محیط تھا اور آپؑ نے حقیقی اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پھیلایا۔ اپنی بعثت کا دائرہ بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

"اب اللہ تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک بنادے۔"

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 76)

آپؑ نے مزید فرمایا:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 306-307)

آپؑ نے یہ وضاحت بھی فرمائی کہ جماعت کی ترقی اور عالمگیر وسعت اور وحدت کا سلسلہ آپؑ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔ آپؑ نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ:

"وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304)

آپؑ کے وصال کے بعد جب خدائی وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا اور خلافتِ راشدہ احمدیہ کا قیام ہوا تو اس حوالہ سے حقیقی اسلام کی فیضان رسانی کا سلسلہ

عالمگیر انداز میں جاری ہوگیا۔ عالمگیریت کا مضمون ہر زمانہ کے وسائل اور ذرائع ابلاغ پر منحصر ہوتا ہے اور ہر دم وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ اس دورِ آخرین کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ سوشل میڈیا اور باہم رابطہ کے وسائل کی ہمہ گیر وسعت کی وجہ سے ساری دنیا ایک مٹھی میں سمٹ کر Global Village کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ قرآنی پیشگوئی وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (سورۃ التکویر 8:81) کا کامل ظہور ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اِس زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آ گئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد 23 صفحہ 76)

پس یہ مبارک دورِ خلافتِ خامسہ جس میں موجود ہونے کی سعادت ہم سب کو حاصل ہے۔ اِس دور میں جس کثرت اور وسعت سے اسلام کی اشاعت اکنافِ عالم میں ہو رہی ہے وہ ہر لحاظ سے بےمثل اور یکتا ہے اور خلافت کے عالمگیر فیضان کے زیرِ سایہ وحدت کا مضمون اتنی وسعت سے جلوہ گر ہے کہ گذشتہ تاریخ میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔

امن اور اتحاد کی عالمگیر مہم

سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سرکردہ سیاسی رہنماؤں اور مذہبی سربراہان کو الگ الگ نہایت مؤثر خطوط لکھ کر امن و سلامتی کی خاطر متحد ہو کر کام کرنے کی دعوت تھی۔ اور پھر دنیا کے قریباً سب بڑے بڑے ملکوں کا دورہ کر کے سربراہان سے براہِ راست گفتگو میں بھی یہی پیغام دیا۔ ان سفروں میں حضور انور ایدہ اللہ نے برطانیہ، جرمنی، امریکہ، یورپین یونین، نیوزی لینڈ، اور کینیڈا وغیرہ کے حکومتی ایوانوں میں متعدد بار نہایت مؤثر انداز میں خطاب فرمایا۔ ان خطابات کی پریس میں خوب تشہیر ہوئی۔ لندن میں گزشتہ پندرہ سال سے ایک امن کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں حضور انور کے پُرشوکت خطاب کو جو عالمگیر وحدت کے پیغام پر مشتمل ہوتا ہے غیر معمولی توجہ سے سنا جاتا ہے۔ ہر سال دنیا میں امن کے لئے بے لوث خدمات بجالانے والی شخصیت کو امن ایوارڈ بھی دیا جاتا ہے۔ امن کی راہوں کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ باہم محبت و احترام اور انسانیت کی خدمت کے لئے متحد ہونے کا پیغام بھی دیا جاتا ہے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے یہ بھرپور کوششیں عالمگیر وحدت کے قیام کی راہوں کو ہموار کرنے کی نہایت اعلیٰ اور مؤثر مثال ہیں۔

امن کی عالمگیر دعوت سے دلوں کی تسخیر

حضرات! حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے ساری دنیا میں امن کے پیغام کی اشاعت اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اسلام کے عافیت بخش پیغام کی منادی کی ہے اس کا اتنا گہرا تاثر قائم ہوا ہے کہ اب اِن ملکوں میں حضور انور کو امن کے سفیر کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے اور دنیا کے سربراہان میں یہ فکری وحدت پختہ تر ہوتی جا رہی ہے کہ اگر دنیا میں واقعی امن قائم کیا جا سکتا ہے تو ان نظریات کو اپنانے سے ہی ممکن ہے جو حقیقی اسلام پیش کرتا ہے اور جن کی منادی حضرت امام جماعت احمدیہ کی زبان سے ہو رہی ہے۔ سربراہانِ مملکت اور دنیا کے دانشوروں پر یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے روشن تر ہوتی جا رہی ہے اور اب تو وہ برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں غیر مسلم عمائدین کے اعترافات کا باب بہت وسیع ہے۔ ان میں سے ایک مثال پیش کرتا ہوں جو اس بات پر شاہدِ ناطق ہے کہ خلیفۂ وقت کی زبانِ مبارک سے بیان کردہ نظریات دنیا کے دلوں کو فتح کرتے چلے جا رہے ہیں۔

2012ء میں حضور انور نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Dr. Amen Bishop Howard جنیوا (سوئٹزر لینڈ) سے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے، موصوف انٹر فیتھ انٹرنیشنل کے نمائندہ اور ایک رفاہی تنظیم Feed a Family کے بانی صدر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار جن الفاظ میں کیا وہ توجہ سے سننے والے ہیں۔ انہوں نے کہا:

"یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اِس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالہ سے اِس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہو سکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ میں اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اب حضور کے خطاب نے اسلام کے بارہ میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔" (بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا مئی 2018ء، صفحہ 20)

یہ ایک مثال ہے سینکڑوں مثالوں میں سے۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ آج خلافت احمدیہ دنیا کو صحیح اسلامی نظریات عطا کر کے ایک نظریاتی انقلاب پیدا کر رہی ہے۔ خلافت کی برکت سے دلوں میں ایک وحدت اور یگانگت پیدا ہوتی جا رہی ہے!

ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی

آج سے 129 سال قبل قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی سے جس کے بارہ میں کیا خوب کہا گیا کہ:

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

ہاں اسی گمنام سی بستی سے ایک آواز اٹھی تھی جس کے بارہ میں خدائے قادر و قیوم نے فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یہ آواز کیا تھی۔ ایک چھوٹا سا بیج تھا جو خدائی اذن سے بویا گیا اور بڑھتے بڑھتے ایک عالمگیر شجرۂ طیبہ بن گیا اور ہر آن وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ احمدیت کا یہ مقدس شجر آج دنیا کے 212 ملکوں پر سایۂ فگن ہے۔ احمدیت ایک روحانی چشمہ کا نام ہے جس کے بارہ میں بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا تھا کہ:

"ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔"

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 409)

اے سننے والو سنو اور غور سے سنو کہ یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو چکی ہے اس روحانی چشمہ کا فیضان دن بدن بڑھتا اور پھیلتا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بابرکت زندگی میں ہی احمدیت کے شجرِ طیبہ کو شیریں پھل لگنے شروع ہو گئے اور مختلف مذاہب کے حق پرست لوگوں نے آسمانی آواز پر لبیک کہا۔ ہندوستان اور بیرونی ممالک میں مختلف قومیتوں اور نسلوں کے افراد، احمدیت کے دامن سے وابستہ ہوئے اور پھر جب آپؑ کے وصال کے بعد خلافتِ احمدیہ کا آغاز ہوا تو ہر دورِ خلافت میں یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ آسمانِ احمدیت روشن ستاروں سے سجنے لگا اور اکنافِ عالم میں خلافت کی برکت سے یہ کہکشاں روشن تر ہونے لگی۔ ملک ملک مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے فدا کار اور جاں نثار خدامِ احمدیت کی ایک لمبی فہرست ہے جو خلافتِ حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ احمدیت کی آغوش میں آئے اور احمدیت کے نور سے منور ہو کر امتِ واحدہ کا دلکش نظارہ پیش کرتے رہے اور

یہ سلسلہ مسلسل جاری اور ترقی پذیر ہے۔کیا ہی پرلطف نظارہ ہماری نظروں کے سامنے آتا ہے جب ایک طرف بلادِ عربیہ میں السید منیر الحصنی ، طٰہٰ قزق، مصطفٰے ثابت اور حلمی الشافعی جیسے صلحاء العرب نظر آتے ہیں اور مغربی دنیا میں بشیر احمد آرچرڈ، عبدالسلام میڈسن، سویڈ ہینسن، عبدالہادی کیوسی، ناصر احمد سکرونز اور ہدایت اللہ ہیش جیسے ممتاز خدامِ دین پر نظر پڑتی ہے۔ روس میں راویل بخارائیو ، چین میں محمد عثمان چاؤ، افریقن ممالک میں عبدالوہاب بن آدم، اسمٰعیل بی کے آڈو، عمری عبیدی اور سرا یف۔ ایم۔ سنگھاٹے جیسے وجودوں کی مثالیں موجود ہیں جنھوں نے دینی خدمات کے ساتھ ملک وقوم کی بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ خدام دین اور بزرگوں کی یہ چند مثالیں ہیں جنہوں نے خلافت کے زیرسایہ بےلوث خدمات سرانجام دے کر عالمگیر وحدت کے انمٹ نقوش اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

عالمگیر وحدت کا ایک نمونہ۔جلسہ سالانہ

عالمگیر وحدت کی ایک خوبصورت مثال جماعت احمدیہ کا عالمگیر جلسہ سالانہ ہے جس کا آغاز 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے قادیان میں ہوا۔پُرسوز دعاؤں سے جاری ہونے والا یہ جلسہ سالانہ اب ایک عالمگیر شجرہ طیبہ بن چکا ہے اور ہر سال اکنافِ عالم میں یہ جلسے بڑے اہتمام سے منعقد ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کا مرکزی جلسہ سالانہ ہر سال برطانیہ میں منعقد ہوتا ہے جو بلاشبہ خلافت کے زیرسایہ عالمگیر وحدت کا ایک فقید المثال روحانی اجتماع ہے جس میں دنیا کے ایک سو سے زائد ممالک سے عشاقِ اسلام پروانہ وار شامل ہوتے ہیں۔ خلیفۂ وقت کی بابرکت شمولیت اور پُرمعارف خطابات کی برکت سے یہ تین دن رات ایسا روحانی ماحول پیدا کردیتے ہیں جو شاملینِ جلسہ کو روحانی سکون اور سرور عطا کرتا ہے۔ جو ایک دفعہ اس جلسہ میں شامل ہوجاتا ہے وہ بار بار آنے کی تمنا اور عزم لے کر واپس لوٹتا ہے۔ اس جلسہ سالانہ میں غیر از جماعت اور غیر مسلم معزز مہمان بھی اکنافِ عالم سے آتے ہیں اور برملا اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ اس روحانی جلسہ میں شامل ہو کر تو ہماری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ پُرامن اسلام کی زندہ تصویر دیکھ کر اور بالخصوص حضور انور کے پُرمعارف خطابات سن کر اور حضور انور سے ملاقات کا شرف پا کر تو ہماری دنیا ہی بدل گئی ہے۔ مختلف رنگ ونسل اور قومیتوں کے لوگ اجنبیوں کی طرح آتے ہیں اور محبت بھرے جذباتِ اخوت سے، ایک بار پھر واپس آنے کا عزم لے کر، بھیگی آنکھوں کے ساتھ، واپس جاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ روحانی جلسہ جس میں آپ سب اس وقت شامل ہیں اور جو برطانیہ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا سالانہ جلسہ ہے، خلافت کے زیرسایہ عالمگیر اخوت اور وحدت کا بے مثال نمونہ ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی جلسہ کا یہی مقصد بیان فرمایا کہ یہ جلسہ ”تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے“، ہے۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 341)

ذرا اپنے اردگرد نظر دوڑا کے دیکھئے آپ کو ہر رنگ ونسل کے اور دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والے ہزاروں افراد نظر آئیں گے جو عالمگیر خلافت احمدیہ کے سایہ تلے آکر آپس میں اس طرح گلے ملتے ہیں جیسے دو بھائی آپس میں بغل گیر ہوتے ہیں۔ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس محبت و پیار کی فضاء اور باہم اخوت اور وحدت کی مثال دنیا میں ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی ہے۔ لاریب آج بکھری اور ٹوٹی ہوئی انسانیت کو اکٹھا کرنے والی یہی خلافت احمدیہ ہے۔ ساری انسانیت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرونے والی یہی واحد روحانی طاقت ہے!

عالمگیر وحدت کا ایمان افروز نمونہ۔عالمی بیعت

خلافت کے سایہ میں جماعت احمدیہ ساری دنیا میں وحدتِ انسانیت کی علمبردار جماعت ہے۔ اس کا ایک دلربا نظارہ ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ پر عالمی بیعت کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اس بیعت میں دنیا کے ساتوں براعظموں کا ایک ایک نمائندۂ وقت کے روحانی امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور باقی سارے احباب اگلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خلیفۂ وقت کے ساتھ ایک جسمانی رابطہ قائم کرتے ہیں اور پھر بیعت کے الفاظ اردو اور انگریزی میں دہراتے ہیں جب کہ دنیا کی متعدد زبانوں میں بیک وقت ان الفاظ کا ترجمہ دہرایا جاتا ہے۔ اس ساری کاروائی کی بازگشت ساری دنیا میں گونجتی ہے۔ سینکڑوں ممالک میں، ہر رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد بیک وقت جماعت احمدیہ عالمگیر میں داخل ہو کر وحدتِ اقوامِ عالم کا ایسا روح پرور نظارہ پیش کرتے ہیں جو ساری دنیا میں اپنی نوعیت کا عدیم المثال نمونہ ہے۔ خلافت کے سایہ میں عالمگیر وحدت کا کارواں آگے سے آگے بڑھتا جارہا ہے!

ابتلاؤں میں وحدت کی بقا

ابتلاء اور مصائب، الٰہی جماعتوں پر بھی آتے ہیں لیکن الٰہی جماعتوں پر ان کا اثر دنیاوی جماعتوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ الٰہی جماعتیں اپنے ایمان میں مستحکم اور ابتلاؤں کے سامنے ثابت قدم رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وعدہ دیا ہوا ہے کہ:

وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط

(سورالنور 24 آیت 56)

کہ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

جماعت احمدیہ کی ساری تاریخ اس وعدۂ الٰہی پر شاہدِ ناطق ہے۔ خلافت کے ہر دور میں عظیم الشان کامیابیوں کے ساتھ ساتھ مخالفتوں کے طوفان بھی اٹھتے رہے، سخت مشکل مراحل آتے رہے لیکن ہر موقعہ پر ساری جماعت خلافت کے سایہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ثابت قدم اور متحد رہی اور من حیث الجماعت، ہر ابتلاء کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر ابھری۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک ایک باب اس بات پر گواہ ہے کہ ہر ابتلاء جماعت کے لئے مزید استحکام اور ترقی کی نوید بن کر آیا۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم ہونے والی اس جماعت کے سر پر خلافت احمدیہ کا تاج سجایا گیا ہے۔ خلیفۂ وقت کا مقناطیسی وجود ہر مشکل گھڑی میں سایۂ رحمت بن کر ان کو متحد رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ خلافت کے سایہ میں وحدت، اتحاد اور ترقی کے نظارے جماعت احمدیہ کو نصیب ہیں اور باقی دنیا اس سے محروم ہے!

ایک عالم جل رہا ہے دھوپ میں بے سائباں
شکر ہے مولیٰ ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

وحدت کا عالمگیر ذریعہ۔ MTA

ایک وقت وہ تھا جب ساری دنیا میں جماعت کے پاس اپنا کوئی نشریاتی نظام نہ تھا۔ نہ ریڈیو تھا نہ ٹی وی۔ کسی ریڈیو پر چند منٹوں کا وقت لینا بھی مشکل ہوتا تھا۔ اور پھر وہ وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے گویا چھپر پھاڑ کر ایم ٹی اے کا عظیم عالمگیر تحفہ کچھ اس انداز میں اچانک مہیا کردیا کہ کسی کو بھی اس کی توقع نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

کہ آسمان کی آواز سنو جو یہ اعلان کر رہی ہے کہ مسیح آگیا۔ مسیح کا ظہور ہوگیا۔

آپ کا یہ اعلان اُن آسمانی نشانوں سے متعلق تھا جو پے در پے ظاہر ہو کر آپ کی سچائی کا اعلان کر رہے تھے لیکن دیکھو کہ خدائے

ذوالمنن نے کس طرح اس بات کو لفظاً اور معناً بھی حقیقت بنا دیا کہ آج سارے عالمِ اسلام میں صرف ایک جماعت احمدیہ ہے جس کا اپنا ایک مستقل ٹیلی ویژن ہے جو 24 گھنٹے دنیا کی 27 زبانوں میں اسلام واحمدیت کا پیغام نشر کر رہا ہے۔ آج دنیا میں کسی اور مذہب کا کوئی ایسا نشریاتی ادارہ نہیں جس کی آواز بیک وقت ساری دنیا کے چپہ چپہ میں سنائی دیتی ہو اور ساری دنیا کو وحدت کا پیغام دیا جاتا ہو۔

اے دنیا کے بسنے والو! اے جزائر کے رہنے والو! اے جنگلات کے باسیو! اٹھو! اپنے ٹیلی ویژن On کرکے اس آسمانی آواز کو سنو جو آج تمہارے گھروں میں پہنچ چکی ہے۔ اور تمہیں سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیغام دے رہا ہے۔ ہاں یہ وہی آواز ہے جو ایک زمانہ میں قادیان سے اٹھی تھی اور اب دیکھو کہ کس شان کے ساتھ اس کی صدائے دلنواز اور اس کی گونج سارے عالم میں سنائی دے رہی ہے۔

گر نہیں عرشِ معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

ایم ٹی اے کے ذریعہ عالمگیر وحدت کا کام دو طرح سے ہو رہا ہے۔ اس کے پروگراموں کے ذریعہ روحانی، علمی اور تربیتی وحدت کے نظارے اول طور پر جماعت احمدیہ میں نظر آتے ہیں۔ جو آواز خلیفۂ وقت کے مبارک ہونٹوں سے نکلتی ہے وہی آواز اکنافِ عالم میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں کے دلوں کی صدا بن جاتی ہے۔ جمعہ کا دن آتا ہے تو ساری دنیا کے احمدی گوش بر آوازِ آقا ہو جاتے ہیں۔ ہر خطبہ جمعہ روحانیت کا ایک نیا جام لے کر آتا ہے جو دلوں میں علم وعرفان اور ایمان ویقین کے بیج بوتا چلا جاتا ہے۔ اس آواز کا اعجاز دیکھو کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے دلوں کے زنگ دھلتے چلے جاتے ہیں اور ایمان ویقین اور اطاعت کی کھیتیاں لہرانے لگتی ہیں۔ خطبہ جمعہ سن کر دنیا بھر کے احمدی اپنی سمتیں درست کرتے ہیں۔ عالمگیر وحدت کے اس اعجاز کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی!

پھر امامِ وقت کے خطبات اور دیگر پروگراموں سے صرف احمدی ہی فیض نہیں اٹھاتے بلکہ غیر از جماعت اور غیر مسلم حضرات بھی اس فیضِ عام سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک غیر احمدی ملاں کا واقعہ سن لیجئے۔ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے ہندوستان کے ایک مبلغ نے مجھے بتایا کہ ان کے علاقہ کے ایک ملاں کے کان میں امامِ وقت کے خطبہ کی آواز پڑی تو انہیں بہت اچھا لگا۔ اتنی ہمت تو نہ تھی کہ کھلے بندوں خطبات سے استفادہ کرتے۔ انہوں نے ہر جمعہ کو اپنے کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے بند کرکے ایم ٹی اے پر خطبہ سننا شروع کیا۔ اتنا پسند آیا کہ نوٹس بھی لینے لگے اور اگلے جمعہ کے دن انہی نوٹس کی بنیاد پر اپنا خطبہ بیان کرنے لگے۔ دو تین ہفتوں کے بعد ان کا ایک مقتدی آیا اور کہنے لگا کہ مولانا! پہلے تو آپ کے خطبات بہت سادہ ہوتے تھے لیکن اب ان خطبات میں روحانیت کی باتیں ہوتی ہیں جو دلوں پر اثر کرتی ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ملاں نے کہا کہ میں اس کا یہ تبصرہ سن کر خوش تو بہت ہوا لیکن اصل وجہ بتانے کی جرأت نہ کرسکا!

یہ تو ایک مثال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایم ٹی اے سے استفادہ کرنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم حضرات میں سے سعید فطرت لوگ اس نورِ معرفت کو پاکر بکثرت احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور اس طرح ان ممالک میں بھی احمدیت کا فیض پھیل رہا ہے جہاں کھلے بندوں تبلیغ کی اجازت نہیں۔

ایمان افروز جلوے

خلافت کے زیرِ سایہ عالمگیر وحدت اور تائیدِ الٰہی کے ایمان افروز نظارے ہر آن اور ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ ذرا ایک نظر ڈالتے ہیں۔

خلافتِ خامسہ کا آغاز ہوتے ہی وحدت کا کیا دلفریب نظارہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو دکھایا کہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد، حضور انور ایدہ اللہ کے پہلے ارشاد کی تعمیل میں سارا عالمِ احمدیت فوراً بیٹھ گیا حتٰی کہ سات سمندر پار کے احمدی بھی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ پھر خلافت جوبلی کے جلسہ میں ایک فرمان پر سارا عالمِ احمدیت کھڑا ہوگیا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ نے خلافت سے وفاداری، اطاعت اور قربانی کا عہد لیا تو یوں لگتا تھا کہ سارا عالمِ احمدیت سمٹ کر حضور انور کی مٹھی میں آگیا ہے!

حضور انور غانا گئے تو دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضور انور لوائے احمدیت بلند فرما رہے تھے اور ساتھ ہی صدر مملکت اپنے ملک کا جھنڈا بلند کر رہے تھے۔ ایسا نظارہ کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد بیت النور کے افتتاح کے موقع پر بھی دیکھنے میں آیا۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور ملک کے وزیر اعظم نے کینیڈا کا جھنڈا بلند کیا۔

ایک وقت تھا کہ جماعت کے مبلغین تبلیغ کے لئے کسی ملک میں جاتے تو انہیں جیل میں ڈال دیا جاتا اور اب یہ زمانہ آگیا ہے کہ خلیفۂ وقت دورہ پر جاتے ہیں تو کئی ممالک میں انہیں سرکاری طور پر خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ حکومت کے کارندے اپنے شہروں کی چابیاں خلفاء کی خدمت میں پیش کرنا اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ مختلف سربراہانِ مملکت حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ملکی معاملات میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور دعا کی بھی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی تائید ونصرت کا ہر روز ایک نیا باب کھلتا چلا جاتا ہے!

یہ پذیرائی، یہ عزت، یہ مقبولیت اور عالمگیر وحدت کے روح پرور نظارے ہم جس کثرت سے دیکھ رہے ہیں یہ سب اس خدائے ذوالجلال کی دین ہے جو ہر عزت وعظمت کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کی نظر میں خلیفۂ وقت کے پاس نہ کوئی تاج ہے اور نہ کوئی تخت، نہ کوئی حکومت۔ لیکن دیکھو! کہ وہ خدائی تائید ونصرت کی برکت سے عالمگیر وحدت کا زندہ نشان بن کر اکنافِ عالم میں اپنوں اور غیروں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔ کیا یہ قدرتِ الٰہی کا کرشمہ نہیں کہ یہ بظاہر بے تاج لیکن روحانی بادشاہ آج کروڑوں دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

خلافت احمدیہ کے زیرِ سایہ۔ وحدت ہی وحدت

آج امتِ مسلمہ اپنی بدقسمتی سے ذہنی، فکری اور نظریاتی لحاظ سے انتشار اور افتراق کا شکار ہو چکی ہے۔ اس بھیانک پس منظر میں جماعت احمدیہ کی ایک واحد مثال ہے جو اپنے سربراہ کے ہاتھ پر متحد اور منظّم ہے اور سربراہ بھی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا کیا ہے۔ وہی خدا اس کی مدد کرتا ہے اس کی راہنمائی کرتا ہے اور نعمتِ خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ میں ہر پہلو سے وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے۔ اختصار کے ساتھ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

☆ جماعت احمدیہ ایک خلیفۂ وقت کی قیادت اور راہنمائی میں چلنے والی جماعت ہے۔ خلافت کی برکت سے جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے ساتھ ساتھ عملی وحدت بھی پائی جاتی ہے۔ جس طرف خلیفہ وقت کی نگاہ اٹھتی ہے یا کسی جانب ہلکا سا بھی اشارہ ہوتا ہے، سارے احمدیوں کا رُخ فوری طور پر اسی طرف ہو جاتا ہے۔ اسی وحدت میں جماعت احمدیہ کی عظمت اور ترقی کا راز مضمر ہے۔

☆ جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے قیام کے لئے ایک جامع نظام جاری ہے۔ ساری دنیا میں مذہبی تعلیم وتربیت کے لئے 13 جامعات قائم ہیں جہاں ایک جیسا نصابِ تعلیم جاری ہے جس سے عالمگیر وحدت پیدا ہوتی ہے۔

☆ دینی امور میں راہنمائی کے لئے اِفتاء کا نظام جاری ہے جو خلیفۂ وقت کی نگرانی اور راہنمائی میں کام کرتا ہے اور نظریاتی وحدت کو قائم رکھتا ہے۔

☆ جماعت کے اندر ذیلی تنظیموں کا نظام بھی خلیفۂ وقت کی راہنمائی میں کام کرتا ہے اور باہم کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

☆ خلافت کے زیرِ سایہ ہر ملک میں مجلسِ مشاورت کا نظام بھی جاری ہے۔ یہ نظام بھی جماعت کی وحدت اور نظریات وخیالات کی یکسانیت کو فروغ دیتا ہے۔

☆ رمضان اور عیدین کے موقعہ پر عام مسلمانوں میں اختلاف ایک معمول بن گیا ہے لیکن خلافت کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ کے اندر اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ مطالع کے اختلاف سے مختلف ممالک میں الگ الگ تاریخیں ہوسکتی ہیں مگر سب کا فیصلہ ایک متفقہ اصول کے تابع ہوتا ہے۔

☆ خلیفۂ وقت کا خطبہ جمعہ ساری جماعت کی یکساں اور بروقت راہنمائی کا ذریعہ ہے اس طرح ساری جماعت میں ایک نظریاتی اور فکری وحدت پیدا ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے علاوہ یہ نعمت کسی اور جماعت کو نصیب نہیں۔

☆ خلافت احمدیہ میں خلیفہ وقت کا وجود مرکزی محوری حیثیت رکھتا ہے اور سارا نظام خلیفۂ وقت کے اشارہ پر متحرک ہوتا ہے اور ساری جماعت یک جان ہوکر ایک سمت میں حرکت کرتی ہے۔ اس اتحاد اور وحدت کی برکت سے غیر معمولی قوت اور شوکت نصیب ہوتی ہے۔

☆ ساری دنیا میں جماعت کے اصول وقواعد یکساں ہیں۔ اس وجہ سے ہر جگہ یکساں طرزِ عمل نظر آتا ہے جو وحدت کا شاہکار ہے۔

الغرض خلافت کے زیر سایہ وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے!

دورِ خلافت خامسہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافتِ خامسہ کے بارہ میں کیا فرمایا ہے یہ اہم حوالہ خاص توجہ سے سننے کے لائق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”یہ دور .... ان شاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید ونصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے ان شاء اللہ بڑھتا رہے گا۔“

(خطاب 27 مئی 2008ء۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 25 جولائی 2008ء، صفحہ 11)

اختتامیہ

خلافت کے زیرِ سایہ جماعت احمدیہ کی وحدت اور اکنافِ عالم میں روز افزوں ترقیات کو دیکھ کر آج دشمنانِ احمدیت لرزہ براندام ہیں۔ حسد کی آگ میں جلتے ہوئے، مختلف ممالک میں مخالفت اور ظلم وستم کے طوفان اٹھ رہے ہیں۔ ہم خدائی دعووں پر کامل یقین رکھنے والے ہیں۔ ہمارے پیارے امام کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ عطا فرمایا ہے کہ **اِنّی معک یا مسرور**۔ پس خدائی معیت اور نصرت کا سایہ ہمارے سر پر ہے اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اطاعت اور وحدت کا بے مثل نمونہ بنتے ہوئے ان سب دعووں کو سچ کر دکھائیں جو ہم ہر بار تجدید بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک، ہر بار یہ کہتا ہے اور سینکڑوں بار کہتا آیا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر، آپ کے ہر اشارہ پر، آپ کی ہر خواہش پر سو جان سے قربان۔ آپ مجھے جو بھی ارشاد فرمائیں گے۔ جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنے عہدِ بیعت کی ایک ایک بات کو عمل کی دنیا میں سچ کر دکھاؤں گا!

پس اے احمدیت کے جاں نثارو! اور خلافت احمدیہ کے پروانو! اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے سارے عہد و پیمان واقعی سچ کر دکھائیں۔ ہمارے اسلاف نے وحدت اور قربانی کے جو نمونے دکھائے ان کو پھر تازہ کریں کہ ہم بھی تو اطاعت اور وفا کے دعووں میں ان سے پیچھے نہیں۔ دیکھو! ہمارا محبوب آقا، مسیح محمدی کا خلیفہ، اس دور میں حقیقی اسلام کا سالارِ اعظم اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ، جس کے دستِ مبارک پر ہم نے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ وہ کتنے پیار سے ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ آؤ! خلافت سے وفا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آؤ! اور آج اس مجلس سے یہ سچا عزم لے کر اٹھو کہ ہم خلافتِ احمدیہ کی حفاظت اور استحکام کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے، خلیفۂ وقت کے دست و بازو اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر سچے دل سے لبیک کہیں گے۔ ہمیشہ گوش برآوازِ آقا رہیں گے!

اور آیئے ہم سب مل کر عرض کریں کہ اے ہمارے محبوب آقا! آپ نیکی کی جس جس راہ کی طرف بھی ہمیں بلائیں گے ہم دیوانہ وار آپ کے اشاروں پر اپنی جان، مال، وقت اور عزت، آبرو ہر چیز قربان کردیں گے۔ ہماری زندگی اور ہماری موت خلافت کے قدموں میں ہوگی اور ہم میں سے ایک ایک فرد خدا کو گواہ بنا کر آج اپنے اس عزم کو پھر سے تازہ کرتا ہے کہ ہم آپ کے مبارک الفاظ کو اپنے سینوں میں جگہ دیں گے۔ ان کو عمل کے سانچوں میں ڈھالیں گے اور آپ کی ہر ہدایت پر اس طرح والہانہ لبیک کہیں گے کہ اطاعت کے پیکر، فرشتے بھی اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں! اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس عاجزانہ عزم کو پورا کرسکیں اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے ساتھ اس وعدہ کو نبھاتے چلے جائیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہلیہ ہونے کی وجہ سے آپ کی دوہری عزت میرے قلب میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ جس چیز نے میرے دل پر خاص طور پر اثر کیا وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے اس وقت آپ پر کچھ قرض تھا۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ جماعت کے لوگوں سے کہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ پر اس قدر قرض ہے یہ ادا کرو۔ بلکہ آپ کے پاس جو زیور تھا اسے آپ نے بیچ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرض کو ادا کر دیا۔ میں اس وقت بچہ تھا اور میرے لئے ان کی خدمت کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ مگر میرے دل پر ہمیشہ یہ اثر رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا محبت کرنے والا اور آپ سے تعاون کرنے والا ساتھی دیا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 مارچ 1944ء)

تاریخی حقائق اور ذہنی افیون میں فرق

مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب

مکرم سید طاہر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے پاکستان ربوہ نے جماعت احمدیہ کے محقق مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک علمی اور تحقیقی تبصرہ ہمیں ازراہ شفقت عنایت فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکرگزار ہیں اور ممنون احسان بھی۔ جو افادۂ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

ترقی کرنے والی قومیں اپنی غلطیوں سے سبق حاصل کرتی ہیں اور تنزل کا شکار اقوام ہمیشہ اپنی غلطیوں کا الزام دوسروں کے سر تھوپ کر اپنی ذہنی تسلی کا سامان پیدا کرتی ہیں اور کوئی سبق حاصل نہیں کرتیں۔

مورخہ 2 دسمبر 2018ء کے روزنامہ نوائے وقت میں مکرم ظفر علی راجہ صاحب کا ایک کالم 'شمشیر بے زنہار۔ علامہ مشرقی اور قائدِ اعظم' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کالم میں فریدہ جبین سعدی صاحبہ کی کتاب 'شمشیر بے زنہار' کے بعض حصوں کو درج کیا گیا ہے۔

اس کالم کا عنوان دیکھ کر گماں گزرتا ہے کہ شاید علامہ مشرقی اور قائداعظم محمد علی جناح کی سیاست اور آپس کے تعلقات کے متعلق کچھ لکھا ہوگا۔ لیکن بدنصیبی سے کچھ احباب کا کالم یا کتاب مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ قادیانیوں کو کسی نہ کسی چیز کا الزام نہ دے دیں۔ یقینی طور پر پاکستان بننے کے بعد سب سے بڑا سانحہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی تھی۔ اس کالم میں اس سانحہ کا ذمہ دار قادیانیوں کو خاص طور پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب، پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام، اور ایم ایم احمد کو ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اس باسی دال میں یہ لکھ کر تڑکا لگایا گیا ہے کہ قادیانی یہ سب کچھ اسرائیل کے اشارے پر کر رہے تھے۔ اور اس کا ثبوت کیا دیا گیا ہے؟ فریدہ جبیں سعدی صاحبہ نے اپنی کتاب میں لکھ دیا اور ہم اتنے بھولے کہ یقین کر بیٹھے۔

ظفر علی راجہ صاحب نے شاید یہ سنسنی خیز انکشاف اب پڑھا ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ الزام 1974ء میں قومی اسمبلی کی اس سپیشل کمیٹی میں بھی لگایا گیا تھا جس میں جماعتِ احمدیہ کے متعلق کارروائی ہو رہی تھی۔ اور الزام لگانے والے پاکستان کے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار صاحب تھے۔ 7 اگست 1974ء کی کارروائی کے دوران انہوں نے یہ الزام لگایا اور دلیل کے طور پر ایک انگریزی جریدہ کا طویل حوالہ پڑھنا شروع کیا۔ جریدہ کا نام Impact تھا اور یہ 27 جون 1974ء کا حوالہ تھا۔ امام جماعتِ احمدیہ نے اس حوالے کے بارہ میں سوال کیا ”Who is the writer?“ یعنی اس تحریر کو لکھنے والا کون ہے؟ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے کمال قول سدید سے فرمایا ”I really do not know.“ یعنی حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ اگلا سوال کیا گیا۔ What is the standing of this publication یعنی اس جریدہ کی حیثیت کیا ہے؟ چونکہ یہ ایک غیر معروف نام“ تھا اس لئے اس سوال کی ضرورت پیش آئی۔ اس سوال کے جواب میں اٹارنی جنرل صاحب ایک بار پھر نہایت بے نفسی سے فرمایا:

May be nothing at all, Sir

یعنی جناب شاید اس کی وقعت کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ تھا وہ عظیم ثبوت جو کہ اٹارنی جنرل صاحب قومی اسمبلی کے روبرو پیش فرما رہے تھے۔

(Proceedings of the special Committee of the whole House Held In Camera To Consider The Qadiani Issue. 7th August 1974. p364-370)

شاید اٹارنی جنرل صاحب کا خیال تھا کہ جو چیز انگریزی میں لکھی ہو ضرور درست ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ظفر علی راجہ صاحب کا خیال ہے جو الزام کسی کتاب میں چھپ جائے وہ ضرور صحیح ہوتا ہے۔ لیکن ہم ایک بات سمجھنے سے قاصر ہیں کیا اب ظفر علی راجہ صاحب اور 1974ء میں یحییٰ بختیار صاحب یہ نہیں جانتے کہ ابھی مشرقی پاکستان میں شکست کو ایک ماہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک کمیشن قائم کیا گیا تا کہ وہ اس سانحہ کے ذمہ دار افراد کا تعین کرے۔ اس کمیشن کی سربراہی پاکستان کے چیف جسٹس جناب جسٹس حمود الرحمٰن صاحب کر رہے تھے۔ اس کمیشن نے تمام واقعات کی تحقیق کر کے 8 جولائی 1972ء کو اپنی رپورٹ حکومت کے حوالے کر دی تھی۔ یعنی اسمبلی کی اس کمیٹی کے کام شروع کرنے سے دو سال قبل حکومت کے پاس یہ رپورٹ پہنچ چکی تھی کہ سانحہ مشرقی پاکستان کا ذمہ دار کون تھا۔ اور اٹارنی جنرل صاحب جس حکومت کی نمائندگی کر رہے تھے وہ بخوبی جانتی تھی کہ مجرم کون کون تھا؟ مگر حکومت نے اس وقت یہ رپورٹ شائع نہیں کی اور اسمبلی میں جماعتِ احمدیہ پر الزام لگا دیا۔

اب ہم رپورٹ کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا اس میں یہ لکھا ہے کہ احمدی اس ملک کو دولخت کرنے کے ذمہ دار تھے؟ ہرگز نہیں۔ اس رپورٹ میں کہیں جماعتِ احمدیہ پر یہ مضحکہ خیز الزام نہیں لگایا گیا۔ اس رپورٹ میں اس سانحہ کا سب سے زیادہ ذمہ دار اس وقت کی حکومتِ پاکستان اور افواجِ پاکستان کے سربراہ جنرل یحییٰ خان صاحب اور ان کے ساتھی جرنیلوں کو قرار دیا تھا۔ اور مغربی پاکستان کے سیاستدانوں پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ ہماری ظفر علی راجہ صاحب سے گذارش ہے کہ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کے آخر میں ان لوگوں کی فہرست ہے جو اس سانحہ کے ذمہ دار تھے۔ ان میں سے ایک بھی احمدی نہیں تھا۔ اس رپورٹ کی اشاعت سے یہ ثابت ہو گیا تھا کہ یہ الزام غلط تھا۔ البتہ اُس وقت فوج میں اور سویلین عہدوں پر بعض احمدی ضرور موجود تھے۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ان کے بارہ میں اس رپورٹ میں کیا لکھا ہوا ہے۔

جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے جنرل یعنی میجر جنرل افتخار خان جنجوعہ صاحب کا جہاں تک تعلق تھا تو پاکستان کی تاریخ

کے یہ واحد جنرل تھے جنہوں نے دورانِ جنگ 9 دسمبر 1971ء کو چھمب کے محاذ پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ ان کے سوا کسی اور جرنیل کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ اس رپورٹ سے یہ واضح طور پر نظر آتا ہے کہ اس جنگ کے دوران ان میں سے اکثر اس سعادت کے لئے مشتاق بھی نہیں تھے۔ حمود الرحمٰن رپورٹ میں جہاں باقی اکثر جرنیلوں پر شدید تنقید کی گئی ہے اور انہیں مجرم قرار دیا گیا ہے وہاں میجر جنرل افتخار جنجوعہ شہید کے متعلق اس رپورٹ میں A capable and bold commander کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور کسی جرنیل کے متعلق یہ الفاظ استعمال نہیں کئے گئے۔ ہاں ان کی کارکردگی کا بھی ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ باقی جرنیلوں پر یہ تنقید کی گئی کہ وہ لڑنے کے لئے تیار ہی نہیں تھے انہوں نے موجود وسائل کا بھی صحیح استعمال نہیں کیا، اپنے فرائض چھوڑ کر چلے گئے وہاں جنرل افتخار جنجوعہ شہید پر یہ تبصرہ کیا گیا کہ انہیں جس علاقہ پر قبضہ کرنے کا کہا گیا تھا وہ اس سے زیادہ علاقہ پر قبضہ کرنے کے لئے کوشاں تھے اور جی ایچ کیو کو چاہئے تھا کہ انہیں اس سے روکتا اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے بجائے علاقہ دشمن کے حوالہ کرنے کے دشمن کے علاقہ پر قبضہ کیا تھا۔ اور اسی کوشش میں آپ نے اپنی جان بھی قربان کر دی۔

(Hammodur Rahman commission Report, Published by Vanguard company, P214.215)

اور سویلین شعبہ میں اُس وقت ایک احمدی ایم ایم احمد بطور سیکرٹری خزانہ موجود تھے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ ملک ٹوٹنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اُس وقت پاکستان کی حکومت اور مغربی پاکستان کے سیاستدان عوامی لیگ کے چھ نکات تسلیم کرنے اور انہیں اقتدار حوالے کرنے کو تیار نہیں تھے۔ اُس وقت جو مذاکرات ہو رہے تھے، اُس میں عوامی لیگ کی طرف سے بنگلہ دیش کے پہلے وزیرِ قانون کمال حسین صاحب بھی شامل تھے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ بھٹو صاحب نے اور حکومت نے مالی معاملات میں عوامی لیگ کے بعض مطالبات ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس سمت میں واحد پیش رفت اس وقت ہوئی جب ایم ایم احمد ایک دن کے لئے مذاکرات میں شامل ہوئے۔ انہوں نے شروع میں ہی کہا کہ معمولی ردوبدل کے ساتھ مالی معاملات میں عوامی لیگ کے مطالبات تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ اور ہمیں کچھ نکات لکھ کر دیئے اور جن معاملات میں مذاکرات رکے ہوئے تھے ان میں بھی لچک کا مظاہرہ کیا۔ اور ہم نے ان کے نوٹس کے مطابق تجاویز تیار بھی کر لی تھیں۔ کہ مذاکرات روک کر فوجی آپریشن شروع کر دیا گیا۔ حقیقت یہ تھی کہ ایم ایم احمد کو اسی دن مغربی پاکستان واپس بھجوا دیا گیا تھا۔ اس طرح مفاہمت کا یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا۔

(Bangladesh Quest for Freedom and Justice, by Kamal Hossain, published by Oxford University Press 2013, p101-102)

بحیثیت قوم ہم پاکستانیوں نے کچھ سنگین غلطیاں کیں جس کا نتیجہ سانحہ مشرقی پاکستان کی صورت میں نکلا۔ ہمیں کبھی یہود اور کبھی کسی اور کو الزام دینے کی بجائے اپنی غلطیوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اور تمام مصنفین اور کالم نگاروں سے عاجزانہ گذارش ہے کہ آپ کی ذاتی رائے کچھ بھی ہو قوم کے سامنے حقائق رکھیں انہیں ذہنی افیون نہ پیش کریں۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تینتالیسواں جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کا تینتالیسواں بابرکت جلسہ سالانہ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مورخہ 5، 6، 7 جولائی 2019ء ایئر پورٹ کے قریب انٹرنیشنل سینٹر مسِس ساگا میں منعقد ہو رہا ہے۔

یہ جلسہ روحانی، علمی، تربیتی اور تبلیغی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دراصل یہ جلسہ سالانہ اس مرکزی جلسہ سالانہ کی ایک شاخ ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1891ء میں جاری فرمایا تھا۔ چنانچہ حضورؑ نے 7 دسمبر 1892ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں جلسہ سالانہ کی عظمت کو یوں بیان فرمایا:

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 341)

ان دنوں مسجد بیت الاسلام میں باجماعت نماز تہجد اور نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ درس کا خاص انتظام کیا جاتا ہے۔ اور علماء سلسلہ کے نہایت علمی، تربیتی اور تبلیغی خطابات ہوتے ہیں اور سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکرِ الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر ہوتا ہے۔ الغرض یہ تین دن تبلیغی روحانی اور علمی ترقی کے انمول ایام ہیں ان سے احباب جماعت کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اور سب سے اہم یہ کہ ہم جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اتوار کے روز جرمنی جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورِ انور کا اختتامی خطاب براہِ راست سن سکیں گے۔ یہ خطاب مقامی وقت کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے ہوگا اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اتوار کی صبح خاص طور پر کوشش کر کے معمول سے پہلے وقت پر جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں تاکہ اس خطاب کو اوّل تا آخر مکمل طور پر براہ راست Live سن سکیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے بہت ہی بابرکت کرے اور ہر جہت سے کامیاب و کامران فرمائے اور یہ بہتوں کی رشد و ہدایت کا موجب ہو۔

نیز آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیں اور اپنے ساتھ غیر از جماعت دوستوں کو بھی بکثرت لائیں۔ یہ تبلیغ کا سب سے نادر موقع ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے اور جلسہ کی روحانی برکات و فیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

روزانہ نجات دیتا ہے

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف دیکھتا ہے تو پھر اسے کبھی بھی عذاب نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں لاکھوں افراد کو جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس جب رمضان کی انتیسویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کی گزشتہ اٹھائیس راتوں کے برابر لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

(الترغیب و الترھیب۔ کتاب الصوم۔ باب الترغیب فی صیام رمضان)

طاعون کا نشان اور اس کے طبی نتائج اعداد و شمار کے آئینے میں

مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب، ریجائنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صداقت کے نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان پنجاب میں طاعون کی وباء کا پھوٹنا تھا۔ ہم مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے گہری تحقیق کر کے اُس زمانہ کے سرکاری اعداد وشمار سے اس پیش گوئی کی سچائی کو ثابت کیا ہے۔ جنہیں افادۂ عام کے لئے ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

طاعون کی وجہ ایک بیکٹیریا ہے جو پسوؤں کے ذریعے چوہوں سے انسانوں میں منتقل ہوتا ہے۔ طاعون کی تین اقسام ہیں:

1۔ Bubonic Plague

جس میں تیز بخار کے ساتھ بغلوں اور رانوں کے اوپر کے حصے میں غدود گلٹیوں کی صورت میں بڑھ جاتے ہیں۔

2۔ Pneumonic Plague

جس میں طاعون کا کیڑا پھیپھڑوں کو متاثر کرتا ہے اور نمونیہ کے ساتھ تیز بخار ہوتا ہے۔

3۔ Septicemic Plague

جس میں طاعون کا کیڑا خون میں انفیکشن کرتا ہے اور انسان تیز بخار کے بعد موت کا رخ کرتا ہے۔

اگرچہ دنیا میں پہلے بھی وقتاً فوقتاً طاعون کی وباء پھیلتی رہی ہے اس کی وجہ کسی کو معلوم نہیں تھی۔ 1894ء میں پہلی بار سوئیزرلینڈ کے ایک سائنسدان Alexandre Yersin نے طاعون کا کیڑا دریافت کیا۔ اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد Hygeine Institute Tokyo کے Masanori Ogata نے ثابت کیا کہ طاعون زدہ چوہوں پر خون چوسنے والی پِسو اپنے اندر طاعون کا کیڑا رکھتے ہیں۔ 1897ء میں Paul-Louis Simon نے ثابت کیا کہ یہ پِسو انسانوں میں طاعون کے پھیلانے کا باعث ہیں۔ اس طرح طاعون کے جراثیم پسوؤں کے ذریعے چوہوں سے انسانی خون میں منتقل ہوتے ہیں اور بیماری کا ذریعہ بنتے ہیں۔

6 فروری 1898ء کو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر طاعون کے بارہ میں ایک اشتہار شائع کیا۔ اس میں آپؑ نے فرمایا:

”آج جو 6 فروری 1898ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔“

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 5)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اس سے بہت پہلے بھی جب طاعون کا کوئی نام ونشان نہ تھا طاعون کی پیشن گوئی کی تھی اور پھر ہر پانچ برس بعد اس کے متعلق کوئی نہ کوئی خبر بھی دیتے رہے۔

ہندوستان میں طاعون 1896ء میں غالبًا ہانگ کانگ سے آئی۔ طاعون کی شدت سب سے زیادہ بمبئی، پنجاب اور متحدہ صوبہ جات میں دیکھی گئی جب کہ مشرقی اور جنوبی ہندوستان بری طرح سے متاثر نہیں ہوئے۔ گو طاعون کا سب سے زیادہ زور پنجاب میں تھا۔ دنیا کے دوسرے ممالک بھی اس کی گرفت سے نہ بچ سکے۔ ہندوستان کے بعد طاعون جاوا، جاپان، جنوب مغربی ایشیا، جنوبی افریقہ، جنوبی اور شمالی امریکہ کے ساحل، پرتگال، آسٹریا اور روس کے کچھ حصوں میں پھیل گئی۔ طاعون ایک عذابِ الٰہی تھا جس کی تباہی کا اندازہ شاید آج کی دنیا میں رہنے والوں کو نہ ہو۔ ذیل میں اس تباہی سے متاثر ہونے والوں کے اعداد وشمار پیشِ خدمت ہیں جس سے اس کی تباہی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

طاعون کی تباہی کا اندازہ 1903ء میں برطانیہ کے دارالعوام میں ہندوستان میں طاعون سے بچاؤ کی بحث سے ہوتا ہے۔ Ilkeston, Derbyshire کے ممبر پارلیمنٹ Sir Walter Foster نے Secretary of State for India, Lord George Hamilton سے سوال کیا کہ 1896ء سے ہر سال طاعون ایک اضافی زہریلی صفت کے ساتھ لوٹ کر آتی ہے چنانچہ پچھلے مارچ اور اپریل کے دوران اس بیماری کی وجہ سے روزانہ اوسطاً 4000 اور 5000 کے درمیان اموات ہو رہی ہیں۔ حکومت کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تا کہ اس بیماری کی تباہی سے بچا جا سکے اور دوسرے ممالک میں پھیلنے کے خطرہ کو روکا جا سکے۔

(HC Deb 26 May 1903
vol 122 c1789)

یکم جولائی 1907ء کو Otago Daily Times نے ایک اداریہ لکھا جس کا عنوان تھا:

Plague in India

Five million deaths in ten years

اخبار لکھتا ہے اکتوبر 1896ء اور مارچ 1907ء کے درمیان اموات کی تعداد پچاس لاکھ سے کم نہیں ہے۔ اخبار کے مطابق پچھلے پانچ سالوں میں اموات کی تعداد اس طرح سے ہے:

1901	274,000
1902	577,000
1903	851,000
1904	1,143,000
1905	1,069,000
1906	332,000

اخبار مزید لکھتا ہے کہ 1905ء کے پہلے پانچ ماہ میں 1904ء کے ہر مماثل مہینے کے مقابل پر اموات کی تعداد کہیں زیادہ تھی لیکن جون کے بعد یہ تناسب الٹ گیا اور 1905ء کے آخری سات ماہ میں اموات کی تعداد 70,000 سے کم رہی۔ یہ امید افزا حالت 1906ء میں جاری رہی۔ لیکن ان اعداد سے جو امیدیں پیدا ہوئی تھیں 1907ء کے اعداد پر نظر ڈالنے سے خاک میں مل گئیں۔ امسال وسط اپریل تک طاعون کے ذریعے اموات کی تعداد نصف کروڑ سے کم نہیں ہیں۔ اس کے بعد اخبار ہفتہ وار اموات کی تعداد بتاتا ہے:

February 25	24,242
March 2	32,709
March 9	41,667
March 16	49,440
March 23	54,003
March 30	53,000
April 6	62,000
April 13	75,000

طاعون کے نتیجے میں اس قدر خوف و ہراس اور مایوسی پھیل گئی تھی کہ لوگ کاروبار بند کر کے شہر چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ اخبار شہروں کا نقشہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”اگر سچ بولا جائے تو آج گورنمنٹ کے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جب کہ تمام شمالی ہندوستان میں سکول اور کالج بند ہو رہے ہیں، بازار مفلوج ہیں، شہر خالی ہیں، اور لوگ مایوسی کا شکار ہیں، گورنمنٹ کسی پالیسی کے بنانے کے قابل نہیں ہے۔“

(Otago Daily Time, Issue13943, 1st July 1907)

1904ء میں Major E. Wilkinson FRCS England, D.P.H Cambridge, I.M.S جو پنجاب کے Chief Plague Medical Officer تھے، انہوں نے ایک رپورٹ شائع کی جس کا عنوان تھا۔ Report on Plague in the Punjab from Octobet 1st 1901 to September 30th 1902, Being the Fifth Season of Plague in the Province. اس رپورٹ میں اس ایک ماہ کے دوران وہ پنجاب میں طاعون کے اعداد و شمار پیش کرتے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق اس ایک ماہ میں پنجاب میں 267,581 لوگوں کو طاعون ہوئی جس سے 174,041 اموات ہوئیں۔ ہندوؤں میں 98,599 افراد کو طاعون ہوئی جن میں سے 65,409 افراد لقمہ اجل ہوئے۔ 85,837 مسلمانوں کو طاعون ہوئی جن میں سے 59,975 افراد لقمۂ اجل ہوئے۔ ضلع ہوشیار پور میں طاعون کے 22,437 کیس ہوئے جن میں سے 12500 جان لیوا ثابت ہوئے اور لدھیانہ میں طاعون کے 65,390 کیس ہوئے جن میں سے 48,028 جان لیوا ثابت ہوئے۔ اموات کی شرح 65.04 رہی۔ ستمبر 1901ء تک ضلع ہوشیار پور کی آبادی 989,182 تھی جس میں سے 386,755 افراد طاعون کا شکار ہوئے۔ اسی عرصے تک لدھیانہ کی آبادی 673,097 تھی جس میں سے 580,783 افراد طاعون کا شکار ہوئے۔ گرداسپور کی آبادی 939,424 تھی جس میں سے 399,742 افراد کو طاعون ہوئی۔

رپورٹ کا راقم لکھتا ہے:

”لدھیانہ شہر میں 25 جنوری کو طاعون کا آغاز ہوا۔ ... تقریباً چھ ہفتے تک بیماری شہر کے شمال میں محدود رہی جس میں زیادہ تر ہندو متاثر ہوئے۔ شروع میں بیماری کی پیش رفت آہستہ تھی لیکن مارچ میں یہ تیزی سے بڑھی اور جو ہفتہ 29 مارچ کو ختم ہوتا ہے، اس میں 472 لوگوں کو طاعون ہوئی اور 317 اموات ہوئیں۔ ...وباء کی شدت مختلف محلوں میں مختلف رہی مسلمانوں کے محلے سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ صرف ایک محلے میں 411 لوگوں کو طاعون کے کیس اور 285 اموات ہوئیں۔ ایک اور محلے میں جس میں کشمیری رہتے تھے، کوئی گھر محفوظ نہ رہا اور کچھ گھروں میں چھ چھ افراد موت کا شکار ہوئے۔“

رپورٹ کا راقم آگے لکھتا ہے:

”ضلع لدھیانہ سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ اس کے 860 گاؤں میں سے 665 میں طاعون پھوٹی اور تقریباً 30,000 افراد جو آبادی کا 7 فیصد ہیں، طاعون سے مرے۔“

Report on plague in Punjab from October 1st to September 30th1902, being the 5th season of plague in the Province by Major E. Wilkinson, F.R.C.S., Eng., D.P.H. CAMB, I.M.S., Chief Plague Medical Officer Punjab. Printed at the Punjab Government Press, 1904)

بدقسمتی سے اس رپورٹ میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں طاعون کی اموات کی شرح نہیں دی گئی لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ احمدیت کے مخالف اس تاک میں بیٹھے تھے کہ کوئی احمدی طاعون کا شکار ہو تو وہ اس کو شہرت دیں لیکن اس وقت کے اخباروں میں ایسی کوئی خبر نہیں ملتی۔ اس سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ احمدیوں میں اگر طاعون سے کوئی اموات ہوئی ہوں گی تو وہ شاذ و نادر ہوں گی۔

مشہور برطانوی طبی جرنل the Lancet کے مطابق 1909ء تک ساڑھے بارہ سال کے عرصے میں طاعون سے مرنے والوں کی تعداد 65 لاکھ تھی۔

(The Position of Plague in India as Illustrated at the Bombay Medical Congress. Lancet 1909; 173(4470): 1260-1262)

طاعون کی وباء نے نہ صرف معاشرتی بلکہ معاشی تباہی بھی پھیلائی۔ چنانچہ مشہور برطانوی طبی جرنل British Medical Journall(BMJ) اپنے 24 اپریل 1909ء کے شمارہ میں لکھتا ہے:

”وہ علاقے جہاں طاعون خاص طور پر شدید تھی جیسے پنجاب میں آبادی اس قدر گر گئی ہے کہ مزدوروں کی قلت کے باعث تنخواہیں بہت حد تک بڑھ گئی ہیں۔“

(The Plague, prevalence of the disease. Br. Med. J. 1909;1:1018)

BMJ پچیس فروری 1911ء کے شمارہ میں ہندوستان میں طاعون کی رپورٹ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

1910ء کے دوران طاعون کا مرکز اور اس کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

بمبئی صدارت 36,831، بنگال 3,546، متحدہ ریاستیں 144,266، پنجاب 143,416 مرکزی صوبے 42,104، راجپوتانہ 37,657، برما 7,605 ... ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ 1911ء میں طاعون زیادہ مہلک صورت میں دوبارہ لوٹ آئی ہے۔ جنوری 1911ء میں ہندوستان میں طاعون سے 75,468 اموات ہوئیں۔ یہ 1910ء کے مقابلے میں زیادہ

تعداد ہے جب کہ جنوری میں 51,437 اموات ہوئی تھیں۔
اموات کی تقسیم اس طرح سے تھی:

بمبئی صدارت 6,252 ، بنگال 3,592 متحدہ صوبے 15,006 ، پنجاب 5,263 ، راجپوتانہ 1,927 ، شمال مشرقی سرحدی صوبہ 25 ، کشمیر 26 ، مرکزی صوبہ جات 2,837 ، مرکزی ہندوستان 1,452 ، ریاست حیدرآباد 1,298 ، ریاست میسور 1,655 ، مدراس صدارت 1,688 ، برما 538۔

(The plague, prevalence of the disease. Br. Med. J. 1911;1: 474)

BMJ نے 16 ستمبر 1911ء کے شمارہ میں 1911ء کے پہلے چھ ماہ میں طاعون کے پھیلاؤ کے بارہ میں لکھا کہ ان چھ ماہ میں طاعون سے 604,634 اموات ہوئیں جن میں سے 171,084 اموات پنجاب میں ہوئیں۔

(The plague, prevalence of the disease. Br. Med. J. 1911;2: 633)

The Lancet نے 16 ستمبر 1911ء کے شمارہ میں لکھا:

”طاعون کے حملے کا زیادہ زور تین صوبوں نے برداشت کیا جن کے نام پنجاب، بمبئی اور آگرہ اور اودھ کی متحدہ ریاستیں ہیں۔ ان صوبوں کی متحدہ آبادی 9 کروڑ 70 لاکھ ہے یعنی ہندوستان کی آبادی کا تقریباً 1/3 حصہ (1901ء کی مردم شماری کے مطابق)۔

1896ء سے 1911ء کے وسط تک گزشتہ ساڑھے پندرہ سالوں میں ان تین صوبوں میں 5,435,266 اموات کا اندراج ہوا ہے۔ لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر یہ تعداد اصل اموات سے شاید کم ہے کیونکہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ مقامی لوگوں نے طاعون کی اموات کو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر کسی اور وجہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ ان اعداد کے مقابل پر باقی تمام ہندوستان میں اسی عرصے کے دوران صرف 1,942,057 طاعون زدہ اموات کی تصدیق ہوئی ہے۔ اس طرح گزشتہ ساڑھے پندرہ سالوں میں تمام ہندوستان میں طاعون کی وجہ سے 7,377,323 اموات ہوئیں جس کا 5/7 صرف ان تین صوبوں میں ہوا اور باقی 2/7 اموات باقی کے تمام ہندوستان کی 20 کروڑ کی آبادی میں ہوئیں۔

اس کے مقابل پر اگرچہ مدراس میں 1897ء سے طاعون مستقل طور پر موجود رہی ہے 80,000 سے کم طاعون زدہ اموات کا اندراج ہوا ہے حالانکہ مدراس کی آبادی 4 کروڑ 20 لاکھ ہے۔ اگر ہم مدراس اور پنجاب جس کی آبادی مدراس کے مقابل تقریباً آدھی ہے، اس میں طاعون زدہ اموات کا تناسب دیکھیں تو اس عرصہ میں مدراس میں پنجاب کے مقابل 2,436,105 کم اموات ہوئیں ہیں۔

مشرقی بنگال اور آسام سے موازنہ اور زیادہ نمایاں ہے۔ یہ صوبہ 1905ء میں وجود میں آیا اور 1911ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 3 کروڑ 40 لاکھ ہے۔ 1905ء کے شروع سے 1911ء کے وسط تک اس صوبہ میں صرف 146 طاعون زدہ اموات ہوئیں جب کہ پنجاب میں جس کی آبادی مشرقی بنگال اور آسام سے ایک کروڑ کم ہے 1,575,866 طاعون زدہ اموات ہوئیں۔ طاعون سے اموات کے اس غیر متوازی تناسب کی وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہوسکی۔ کیوں پنجاب میں طاعون زدہ اموات کی شرح اس قدر ہولناک ہے جب کہ اس کے مقابل مدراس جس کی آبادی پنجاب سے دوگنا زیادہ ہے اتنی تھوڑی اموات ہوئیں۔ ... Indian Plague Advisory Committe جس کو the Royal Society نے India Office اور Lister Institute کے اشتراک سے 1905ء میں قائم کیا تھا، اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ Bubonic plague جو کہ اس طاعون کی غالب شکل ہے چوہوں پر موجود پسوؤں کے ذریعے پھیلتی ہے۔ چوہے اور پسو مدراس اور مشرقی بنگال اور آسام میں اسی طرح عام ہیں جیسے پنجاب اور متحدہ ریاستوں میں ہیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے طاعون کے پھیلاؤ کے موسمی حالات ان تمام صوبوں میں ایک جیسے ہیں۔“

(The anomalies of plague incidence in India. The Lancet 1911;178(4594): 837.)

اگر کسی سال طاعون کی شدت میں کمی دیکھی گئی اور امید پیدا ہوئی کہ اب یہ وباء ختم ہونے کو ہے تو اگلے سال طاعون ایک نئی شدت کے ساتھ دیکھی گئی۔ چنانچہ BMJ اپنے 2 مئی 1903ء کے شمارہ میں لکھتا ہے:

”مارچ 28 کو ختم ہونے والے ہفتے کے دوران طاعون سے اموات کی تعداد 32,078 رہی۔ یہ طاعون سے اموات کا ایک ریکارڈ ہے۔ 14 اور 21 مارچ کو ختم ہونے والے ہفتوں میں طاعون کی اموات کی ہفتہ وار تعداد بالترتیب 29,997 اور 29,236 رہی۔ یہ امید کی جارہی تھی کہ 14 مارچ کو ختم ہونے والے ہفتے میں اموات میں جو کمی دیکھی گئی تھی، وہ جاری رہے گی اور طاعون کے نتیجے میں امسال حتی الامکان اموات کی تعداد ہو چکی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے یہ امید پوری نہ ہوسکی جیسا کہ مارچ کے چوتھے ہفتے کی اموات کی تعداد سے اندازہ ہوتا ہے۔“

(The plague, prevalnce of the disease. Br. Med. J. 1903;1: 1050.)

اسی طرح the Lancet اپنی 17 جولائی 1915ء کے شمارہ میں Dr. R.W.Johnstone جو کہ International Office of Hygiene, Paris میں برطانوی نمائندہ ہیں کے حوالہ سے لکھتا ہے:

اس رپورٹ سے ایسا معلوم ہوتا ہے 1913ء میں طاعون دنیا کے تقریباً ہر معلوم حصہ میں قائم رہی اور اب تک ایسے کوئی آثار نظر نہیں آتے کہ موجودہ عالمی وباء جو بیس سال پہلے شروع ہوئی تھی ختم ہونے کو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہندوستان جو اس بیماری سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے 1912ء اور پھر 1913ء میں طاعون سے اندراج شدہ اموات کی شرح میں کمی دکھائی دی گئی تھی اور طاعون کی اموات کی تعداد 306,448 اور 217,148 تھی۔ اس کے مقابل 1911ء میں یہ تعداد 846,873 تھی۔ لیکن دوسری طرف یہ 1914ء کی طاعون زدہ اموات کی تعداد 1912ء کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔

(Plague, cholera and yellow fever throughout the world. The Lancet. 1915;186(4794): 136-137.)

1896ء میں طاعون کی جو وباء بمبئی میں شروع ہوئی تھی اس کے نتیجہ میں ہندوستان میں بیس سال سے زیادہ عرصہ تک لوگ اس کے ذریعہ سے لقمۂ اجل بنتے رہے۔ اس کے نتیجہ میں کتنی اموات ہوئیں اس کا اندازہ یکم مارچ 1919ء کو The Lancet میں چھپنے والی اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جو Major. F.Norman White C.I.E. جو ہندوستانی گورنمنٹ کے Sanitary Commissioner تھے، نے لکھی۔ وہ لکھتے ہیں:

” جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ خزاں 1896ء میں یہ بیماری

بمبئی میں شروع ہوئی لیکن 1898ء میں یہ بیماری اس صوبے سے باہر پھیل گئی۔ یکم جولائی 1898ء سے 30 جون 1918ء تک ہندوستان میں ایک کروڑ اڑھائی لاکھ سے زیادہ افراد طاعون سے مر چکے ہیں۔ سب سے خطرناک جو چار وبائیں تھیں، وہ یہ تھیں:

1903-04ء

جس میں 1,138,451 اموات ریکارڈ کی گئیں۔

1904-05ء

جس میں 1,328,249 اموات ریکارڈ کی گئیں۔

1906-07ء

جس میں 1,286,513 اموات ریکارڈ کی گئیں۔

1917-18ء

جن میں 820,292 اموات ریکارڈ کی گئیں۔

جو دو سب سے کم خطرناک وبائیں تھیں ان میں 1898-99ء میں 119,045 اموات اور 1908-09ء میں 126,442 اموات ہوئیں۔ ہندوستان کے تین صوبے جن میں طاعون کے ذریعے بدترین تباہی ہوئی، وہ یہ تھے:

پنجاب میں 20 سال کے دوران 2,992,166 افراد طاعون کی وجہ سے لقمۂ اجل ہوئے۔ آگرہ اور اودھ کے متحدہ صوبے میں 2,386,332 اور بمبئی صدارت میں 2,295,221 افراد لقمۂ اجل ہوئے۔

(Twenty years of plague in India. The Lancet 1919.193(4983): 349.)

ایک اندازہ کے مطابق طاعون کی اس وباء سے 2.6 کروڑ لوگ متاثر ہوئے اور 1.2 کروڑ افراد موت کا شکار ہوئے۔ ان میں سے ایک کروڑ اموات صرف ہندوستان میں ہوئیں۔ وباء کی شدت کا اندازہ ان اموات سے لگایا جا سکتا ہے جو اس سے پہلے کی عالمی وباؤں کے نتیجہ میں ظہور میں آئیں۔

Justinian plague جو چھٹی سے آٹھویں صدی میں ہوئی، اس سے ستر لاکھ افراد لقمۂ اجل ہوئے جب کہ چودھویں سے سولھویں صدی کے درمیان طاعون کی عالمی وباء جس کو Balck Death کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس نے اڑھائی کروڑ افراد کو موت کے منہ میں پہنچایا۔

(Nils Chr. Stenseth. Plague through histrory. Science 2008. 321(5890): 773-774)

اعداد و شمار صرف وہ ہیں جو حکومتی ادارے ریکارڈ کرتے رہے۔ اس کے علاوہ بے شمار اموات ایسی ہوئیں جن کا یا تو حکومت کے ریکارڈ میں کچھ ذکر نہیں یا طاعون کی موت کو لوگوں نے دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی اور بیماری کا نتیجہ قرار دیا کیونکہ طاعون کی موت کو اللہ تعالیٰ کا عذاب سمجھا جاتا تھا اور مرنے والوں کے رشتہ دار اس بات کو چھپانا بہتر خیال کرتے تھے کہ ان کے پیاروں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہے اور وہ طاعون سے مارے گئے ہیں۔

قارئین کرام! الٰہی نوشتوں میں طاعون کو مسیح کے نزولِ ثانی پر اس کی صداقت کے ایک انذاری نشان کے طور پر بتایا گیا تھا۔ چنانچہ یہ نشان گزشتہ صدی کے ابتدائی سالوں میں مسیح کے جائے نزول کے علاقوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اس کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح میں ملاحظہ فرمائیں۔

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا ترجمان ماہنامہ احمدیہ گزٹ بلا ناغہ حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں بھجوایا جاتا ہے۔ اور حضور ایدہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ دعائیں ملتی ہیں۔ سال رواں میں اب تک حسب ذیل دعائیں موصول ہیں۔ احباب جماعت کے استفادہ کے لئے ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کو علم و تربیت کا باعث بنائے۔ آمین

☆ اللہ تعالیٰ ان خدمتوں کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کی اشاعت افرادِ جماعت کی دینی علمی و اخلاق تربیت اور اُن میں خداجوئی کی امنگ بڑھانے کا مؤثر اور کارگر ذریعہ ثابت ہو۔ آمین

☆ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس رسالہ کی اشاعت تربیتِ احباب میں مفید ثابت ہو اور اس کے قاری ہمیشہ ایمان اور اخلاص میں آگے بڑھیں اور اس رسالہ میں موجود موتیوں کو حاصل کرتے رہیں۔ آمین

عہدِ وفا

محترمہ مبارکہ ابرار صاحبہ، پیس ویلیج

یہ جو بس گیا ہے خیال میں کہاں ایسا کوئی جمال ہو
کہ جو دلبری میں ہو بے مثل تو شگفتگی میں مثال ہو!
کوئی جاں فزا سی طمانیت میری روح تک میں اتر گئی
کہ نہ دل میں کوئی طلب رہے نہ ہی تشنگی کا سوال ہو
وہ محبتیں سی محبتیں وہ عنائتیں سی عنائتیں
تیرے بن سکون ملے کہیں کہاں دل کی ایسی مجال ہو
یہ جو عطر بیز فضائیں ہیں یہ مہک اٹھے ہیں جو بام و در
وہ گلاب چہرہ ہے رو برو کہ جو دلکشی میں کمال ہو!
اے مسیح پاک کے جانشیں وہی عہد ہے تیرے ساتھ بھی
وہ اطاعتوں کا جو عقد تھا نہ جہاں میں جس کی مثال ہو
کہ یہ جان و مال یہ آبرو نہ کبھی ہوں تجھ سے عزیز تر
نہ متاعِ جاں سے دریغ ہو نہ کسی زیاں کا ملال ہو
وہ جو خادمانہ نیاز تھا وہی جزِ جان ہے آج بھی
کہ عقیدتوں میں یہ رنگ ہو نہ اخوتوں میں مثال ہو
یہ اسی مسیح کا دور ہے کہ جو عافیت کا حِصار ہے
وہ جو دشمنوں سے بچا سکے کہاں ایسی کوئی بھی ڈھال ہو
ہمیں اپنے رب کا ہے آسرا کہ ہیں ہم اسی کی امان میں
مگر اے معاندِ زشت خو تیرا شر تجھی پہ وبال ہو
جو نصیب ہو تجھے دیکھنا تو اٹھا کے دیکھ حدیث کو
کہ پناہ تجھ سے طلب کریں یہاں بھیڑیوں کا یہ حال ہو
جسے راہِ حق کی تلاش ہو تو وہ آئے بغض کو چھوڑ کر
نہ ہی دِل کے شیشے پہ گرد ہو نہ ہی سوءِ ظن کا وبال ہو
ہیں محبتوں کے سفیر ہم یہاں نفرتوں کا گزر کہاں
نہ جبیں پہ اپنے کوئی شکن نہ ہی دل میں کوئی ملال ہو
یہ سعید روحوں کے قافلے یوں کشاں کشاں ہیں رواں دواں
یہ کریں گے سر نئی رفعتیں کوئی ماہ ہو کوئی سال ہو!
یہ بڑھیں گے شرق سے غرب تک رہیں مشکلات میں خندہ زن
کبھی ڈگمگائیں نہ راہ میں نہ کسی تھکن کا سوال ہو
یہی جان باز ہیں دین کے یہی ہر محاذ پہ سرخ رو
اسی دین پر ہے نثار سب کہ وہ جاں ہو وقت ہو مال ہو!
یہ خدا کے ہاتھ کا پودا ہے اسے پھیلنا ہے چہار سو
کوئی روک پائے تو روک لے یہ اگر کسی کی مجال ہو!

مقالہ خصوصی

ابن دہلوی

میاں انس کی کرسی

18 دسمبر کی صبح ربوہ میں اپنے آبائی گھر میں ناشتہ سے فارغ ہوکر اخبار کا مطالعہ ابھی شروع ہی کیا تھا کہ فون پر کسی نے صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی وفات کی افسوسناک اطلاع دی۔ گھر میں یکدم سناٹا چھا گیا اور گفتگو کا رخ میاں صاحب کی جانب پھر گیا۔ اہلِ ربوہ کو گزشتہ کئی روز سے اس خبر کے حوالہ سے دھڑکا لگا ہوا تھا۔ میاں انس فضل عمر ہسپتال میں وینٹی لیٹر پر تھے اور اہلِ ربوہ ان کو معجزانہ شفا ملنے کے لئے خدا کے حضور سربسجود تھے۔

بحیثیت فرد خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کا احترام دلوں میں تھا ہی، لیکن بطور واقفِ زندگی سلسلہ کے لئے ان کی طویل خدمات لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئی تھیں۔ اہلِ ربوہ تو میاں صاحب سے خوب آشنا تھے البتہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں آپ کے اوصاف اور خدمات کا تذکرہ کرکے دنیا کے مختلف ممالک میں آباد احمدیوں کو بھی حضرت مرزا انس احمد صاحب مرحوم کی شخصیت، خوبیوں اور کام سے متعارف کروادیا۔

میں نے ربوہ میں آنکھ کھولی اور لڑکپن سے میاں صاحب کو دیکھنا شروع کیا۔ مجھے کبھی ان کے ساتھ دفتر یا کسی موقع پر ساتھ کام کرنے کا موقع تو نہ ملا لیکن 18 دسمبر کو ان کے آخری دیدار کے وقت ایک پوری تاریخ میرے ذہن کے پردوں پر دستک دیتی رہی۔ میاں صاحب کو بہت بچپن میں دیکھا لیکن بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ کالج میں داخل ہوئے تو میاں صاحب جو مضمون پڑھاتے تھے مجھے اس سے ربط نہ تھا۔ البتہ میاں صاحب تین بار بطور پرائیوٹ سیکرٹری جرمنی تشریف لائے تو ڈیوٹی کی ادائیگی کے دوران ان سے رابطہ رہا۔ جب تک عزیزم نفیس احمد عتیق وکالتِ اشاعت سے منسلک تھے، ان کے پاس سلام دعا کے لئے حاضر ہوتا تو میاں انس احمد صاحب سے بھی شرف ملاقات کی سعادت حاصل ہوجاتی۔ وہ ہر بار بزرگوں کا کوئی نہ کوئی نیا واقعہ اس طرح بیان کرتے کہ یہ ملاقات روحانی سرور پر ختم ہوتی۔ لیکن میرے اور میاں صاحب کے درمیان لڑکپن میں ایک ایسا ناقابلِ فراموش تعلق قائم ہوا جس سے وہ وفات تک بے خبر رہے۔ اس تعلق کے دل پر ثبت ہوجانے والے نقوش، میں میاں صاحب کے جنازے اور تدفین کے وقت بھی محسوس کرتا رہا۔

میری زندگی کا آغاز صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کوارٹر نمبر 14 میں ہوا۔ انجمن کے تمام کوارٹرز ایک جیسے تھے۔ جن میں رات کو صحن کو روشن کرنے کے لئے برآمدے کی اونچائی پر ایک بلب لگا ہوا تھا۔ والد صاحب صحافی ہونے کے ناطے گرمیوں کی رات اس بلب کی روشنی میں رات دیر تک کام کرتے جس سے ہمسایوں کو شکایت پیدا ہوئی۔ ٹیبل لیمپ ربوہ والوں کے لئے ابھی ایجاد نہیں ہوا تھا چنانچہ ہمیں کوارٹر نمبر 17 میں منتقل کردیا گیا۔ ہمارا چھوڑا ہوا مکان حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ کو الاٹ ہوا۔ ہم لوگ مختار احمد ہاشمی کی والدہ اور بہن استانی زاہدہ کی ہمسائیگی میں چلے گئے۔ دو کمرے، برآمدہ، سٹور اور کچن کل کائنات تھی۔ دونوں کمروں میں چارپائیاں بیٹھنے اور لیٹنے کے لئے استعمال ہوتیں۔ بیرونی کمرہ میں الماری رکھنے کی گنجائش تو تھی لیکن استطاعت نہ تھی۔ چنانچہ والد صاحب کی چارپائی کے دونوں اطراف کتابیں دھری رہتیں اور بوقت ضرورت انہیں کتابوں کے درمیان جگہ بنا کر وہ نیند پوری کرلیتے۔ کمرے میں موجود دوسری چارپائی دن کے اوقات میں آنے جانے والے ملاقاتیوں کے لئے مخصوص تھی۔ جن پر میں نے وقت کے جید علماء خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطا صاحب، حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری اور حضرت ظہورالدین اکمل صاحبؓ کو بھی محوِ گفتگو دیکھا۔ ان چارپائیوں پر بیٹھ کر علمی گفتگو کرنے والوں کی فہرست کافی طویل ہے۔ ان دنوں واقفین سلسلہ کے علاوہ تین نوجوان زمانہ طالب علمی میں ہمارے ہاں آیا کرتے۔ ایک استاذی المکرّم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب، ڈاکٹر حمید احمد خان (برادر اصغر ڈاکٹر نصیر احمد خان) اور رشید جاوید (سٹیٹ بنک آف پاکستان)۔ اچانک ان طالب علموں میں ایک اور نوجوان کا اضافہ ہوا جس نے ہاتھ میں انگریزی کتب اٹھائے بکثرت آنا شروع کیا۔ اس نوجوان کے واپس چلے جانے کے بعد والد صاحب کچھ دیر بے چین رہتے۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور بالآخر ایک روز والد صاحب نے اپنی اس بے چینی کا اظہار گھر میں کچھ ان الفاظ میں کیا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے ہاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرد نے آنا جانا شروع کیا ہے۔ لیکن ہمارے پاس ان کو عزت وتکریم کے ساتھ بٹھانے کے لئے کرسی تک نہیں۔ ہمیں ایک کرسی خرید لینی چاہئے۔ چند دنوں میں والد صاحب نے اپنی اس خواہش کو کئی بار دہرایا لیکن والدہ جن کے ہاتھ میں گھر کا بجٹ تھا، کی طرف سے مسلسل خاموشی دیکھ کر والد صاحب نے اپنے دوست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر کے سامنے حالِ دل بیان کردیا۔ چوہدری صاحب کو خدا نے مسائل کو حل کرنے کا ملکہ عطا کیا تھا۔ چنانچہ اسی وقت کاریگر کو بلا لیا گیا۔ والد صاحب نے اپنے ذہن میں محفوظ آرام دہ کرسی کا تصور کاریگر کے سامنے بیان کیا۔ کاریگر نے اپنا حساب کتاب لگا کر چھ روپے لاگت کا تخمینہ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر کے سامنے پیش کردیا۔ والد صاحب ہنسی خوشی تیز قدم اٹھاتے گھر کی طرف لوٹے اور محض چھ روپے میں کرسی تیار ہوجانے کی خوشخبری یوں بیان کی کہ گویا ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہو۔ لیکن چھ روپے کا سن کر دوسرے لمحہ والدہ کے چہرے کی رنگت بدل گئی اور ان کے چہرے پر ابھرنے والے پریشانی کے آثار میری بچپن کی انمٹ یادوں کا سرمایہ ہیں۔ والدہ نے اپنی حساب کتاب کی کاپی میں کئی بار جمع تفریق کرکے اپنا فیصلہ سنا دیا کہ کرسی نہ بن پائے گی۔ والد صاحب ایک دو روز افسردہ رہے اور تیسرے روز پھر ڈوگر صاحب کے پاس جا پہنچے۔ چنانچہ

ایک بار پھر دواخانہ خدمتِ خلق میں دربار لگا کاریگر نے کرسی کے خدوخال کا دوبارہ جائزہ لیا لکڑی کے معیار کو بار بار جانچا۔ یہاں کی جانے والی جمع تفریق کا جواب بھی چھ روپے ہی آتا رہا۔ اس مشکل کا حل ڈوگر صاحب کی معاملہ فہم شخصیت نے کچھ اس طرح پیش کیا کہ کاریگر کو کرسی کی قیمت تین اقساط میں وصول کرنے پر تیار کر لیا۔ چنانچہ فی الفور پہلی قسط دو روپے ادا کر کے گویا آرڈر کنفرمیشن لیٹر جاری ہو گیا۔ یہ معرکہ سر ہونے پر والد صاحب اپنی جگہ خوش اور پورا گھر کرسی کا انتظار کرنے لگا۔ دو ہفتے کے انتظار کے بعد ایک شام کاریگر اپنی سائیکل پر کرسی رکھ کر دینے آ گیا۔ والد صاحب کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ وہ بار بار کرسی پر نہال ہو رہے تھے۔ خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ انہوں نے کرسی کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھا اور بے اختیار ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ یہ میاں انس کی کرسی ہے میاں صاحب جب بھی آتے ان کو ان سے منسوب کرسی پر بیٹھا دیکھ کر والد صاحب نہال ہو جاتے۔ بعد میں اس کرسی پر جماعت کے بہت سے اکابرین کو بیٹھنے کا موقع ملا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کو بھی میں نے اس کرسی پر بیٹھے علمی گفتگو کرتے دیکھا۔ لیکن یہ کرسی ہمیشہ میاں انس کے نام سے منسوب رہی اور آج بھی گھر میں میاں انس والی کرسی کہلاتی ہے۔ 18 دسمبر 2018ء کو جس وقت مجھے میاں صاحب کے مرحوم ہو جانے کی اطلاع ملی تو میں انہیں سے منسوب کرسی پر بیٹھا اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ ربوہ والے گھر کا فرنیچر کئی بار بدلا گیا لیکن میاں انس کی کرسی کی اہمیت کبھی کم نہ ہوئی۔ ایک صحافی کے ورثے کی تقسیم میں چند کتابوں کے علاوہ یہ کرسی بھی میرے حصہ میں آئی۔ میاں انس اگلے جہان کو رخصت ہو گئے لیکن ان سے منسوب اس کرسی نے ابھی جرمنی کا سفر اختیار کرنا ہے۔

18 دسمبر کو میاں صاحب کو لحد میں اتارتے وقت میرا ذہن ساٹھ سال پہلے کے اس واقعہ کے تصور میں کھویا ہوا تھا کہ میاں انس احمد کی بدولت میرے والد صاحب کے ذہن میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احترام کی خاطر بے چین کر دینے والا سبق آموز خیال کس طرح چیلنج بن کر ابھرا اور کس طور پورا ہوا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احترام کی جو نصیحت اس کرسی کے ساتھ نتھی ہے میری دعا ہے کہ ہماری اگلی نسلیں اس کو فراموش کرنے والی نہ ہوں۔ گھر میں موجود میاں صاحب کی کرسی ہمیں ان کے بلندیٔ درجات کی یاد دہانی کرواتی رہے گی۔ اور کرسی سے وابستہ کہانی احمدیت کی آئندہ نسلوں پر بزرگوارم عبدالقادر دہلوی کے ان اشعار کی اہمیت واضح کرتی رہے گی۔

بیٹھے رہیں گے کوچۂ جاناں میں اے جنوں
ان تنگیوں میں وسعتِ داماں لئے ہوئے
آساں ہیں ہم پہ راہِ محبت کی سختیاں
تقریبِ دید یار کا ساماں لئے ہوئے

رمضان کو تحریکِ جدید سے ایک گہری مناسبت ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ مورخہ 4 نومبر 1938ء کو فرمایا:

"رمضان کو تحریک جدید سے ایک گہری مناسبت ہے۔... پس روزوں سے دوسرا عظیم الشان سبق استقلال کا ملتا ہے اور یہ بھی تحریک جدید سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔ تحریک جدید میں مَیں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ ہماری قربانیاں عارضی نہیں بلکہ مستقل ہیں۔ بے شک قربانیوں کی شکلیں بدل سکتی ہیں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی وقت یہ کہا جائے کہ اب قربانیوں کی ضرورت نہیں رہی کیوں کہ بغیر مستقل قربانیوں کے کوئی شخص خدا تعالیٰ کو نہیں پا سکتا۔ ... تحریک جدید بھی استقلال سکھانے کے لئے ہے اور رمضان بھی لوگوں کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ پس تم رمضان سے سبق حاصل کرتے ہوئے استقلال والی نیکی اختیار کرو اور اپنی وہ حالت نہ بناؤ کہ کبھی کھڑے ہو گئے اور کبھی گر گئے۔ کم سے کم چند نیکیاں تو اپنے اندر ایسی پیدا کرو جن میں تم مستقل ہو اور جن کو تم کسی صورت چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ بے شک انسان کے لئے ہر وقت نیکی کے قدم مختلف ہوتے ہیں اور ہر لحظہ اسے نیکی کرنی چاہئے مگر کم سے کم کچھ نیکیاں ایسی ضرور ہونی چاہئیں جن کے متعلق انسان یہ کہہ سکے کہ مَیں نے جب سے انہیں کرنا شروع کیا ہے کبھی انہیں نہیں چھوڑا۔"

(ماخوذ از تحریک جدید ایک الٰہی تحریک، جلد اول، صفحہ 575-577)

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تحریک جدید اور وقفِ جدید کے وعدوں کی ادائیگی کرنے والوں کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ لہٰذا احباب سے درخواست ہے کہ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے وعدوں کو جلد از جلد ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں تا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی دعاؤں کے وارث بن سکیں۔

شعبہ مال جماعت احمدیہ کینیڈا

ایک اصلاح

احمدیہ گزٹ کینیڈا مارچ 2019ء میں مکرم ناصر احمد ظفر صاحب کا مختصر ذکرِ خیر شائع ہوا تھا۔ اس میں غلطی سے ان کی جائے پیدائش کوٹ رحمت خاں نزد کوٹ مومن ضلع ساہیوال لکھا گیا تھا۔ جب کہ کوٹ رحمت خاں ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ احباب نوٹ فرما لیں۔

شکریہ احباب جماعت

خدا تعالیٰ کے فضل سے، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے اور احباب جماعت کی دعاؤں کے طفیل مکرم عبدالشکور صاحب دہلوی المعروف 'شکور بھائی چشمے والے' تقریباً چار سال کے بعد سینٹرل جیل فیصل آباد سے 18 مارچ 2019ء کو باعزت بری ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے واپس اپنے گھر ربوہ پہنچ گئے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

مکرم فضل الرحمٰن صاحب عامر رچمنڈ ہل اپنے چچا جان کی باعزت رہائی پر تمام احباب جماعت کی متضرعانہ دعاؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس خوشی کے موقع پر مسجد فنڈ میں عطیہ بھی دیا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم عبدالشکور دہلوی صاحب کو اپنے حفظ و امان رکھے اور صحت و سلامتی والی عمر عطا فرمائے۔ آمین

مکرم رانا محمود احمد صاحب

03 جنوری 2019ء کو مکرم رانا محمود احمد صاحب اوک ول جماعت 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 4 جنوری کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم قریشی عبدالماجد صاحب، جنرل سیکرٹری امارت مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدہ بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب مربی بریمپٹن نے دعا کرائی۔ مرحوم، مخلص، فدائی، ہمدرد خیر خواہ، متوکل علی اللہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ وسیم اختر صاحبہ، دو بیٹے مکرم عرفان احمد محمود صاحب، مکرم عمران احمد محمود صاحب اور ایک بیٹی محترمہ ارم محمود رومی صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

رمضان شریف کے مبارک ایام میں مالی قربانیوں کی تحریک

مکرم خالد محمود نعیم صاحب، نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

صدقۃ الفطر

☆ فدیہ کی شرح پانچ کینیڈین ڈالر فی روزہ مقرر ہے۔

☆ کینیڈا میں فطرانہ کی شرح چار ڈالر فی کس ہے۔

☆ اسی طرح ہر کمانے والے کو کم از کم دس ڈالر فی کس عید فنڈ ادا کرنا چاہئے۔ عید فنڈ بھی نماز عید سے قبل ادا کرنا چاہئے۔

یاد رہے کہ فطرانہ گھر کے ہر فرد پر واجب ہے یہاں تک کہ نوازئیدہ بچے کی طرف سے بھی فطرانہ ادا کرنا ضروری ہے۔

فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ کا مقصد کم وسائل والے احباب کو اشیائے خورد و نوش اور اخراجاتِ عید اور پارچہ جات وغیرہ کی ضروریات کے لئے رقم کی فراہمی ہے۔

اس لئے فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ مستحق احباب تک جلد از جلد پہنچ سکے۔

زکوٰۃ

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کیا کرو گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے زکوٰۃ دے۔“

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 15)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”ایک اہم چندہ ہے جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ عموماً اس کی طرف کم توجہ دی جاتی ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 24 اگست 2004ء)

حضور انور نے خطبہ جمعہ 31 مارچ 2006ء میں فرمایا:

یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے اُن کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں اُن پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ ... یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہر حال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 21 اپریل 2006ء)

زکوٰۃ کا نصاب

زکوٰۃ ایسی جمع شدہ رقوم پر ہے جن پر ایک سال ہو جائے۔ موجودہ حالات میں زکوٰۃ کا نصاب کینیڈا کے لئے ساڑھے چار ہزار ڈالر 4,500 $ ہے۔ اگر اتنی رقم یا اتنی مالیت کے زیورات یا قیمتی دھاتیں کسی کے پاس ایک سال تک رہی ہوں تو ان کی مالیت پر اڑھائی فی صد (2.5%) زکوٰۃ واجب ہے۔ سونے، چاندی وغیرہ قیمتی دھاتوں اور زیورات جو عام استعمال میں نہ ہوں، پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

احباب اور خاص طور پر بہنوں سے درخواست ہے کہ اگر اُن پر زکوٰۃ واجب ہے تو وہ رمضان المبارک میں اپنی زکوٰۃ ادا کر دیں۔

جماعت احمدیہ میں مالی نظام

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔ الحمدللہ۔

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

لازمی چندوں کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 28 مئی 2004ء میں فرمایا:

”یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمدن ہے یہ سب اللہ خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔ نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تا کہ تمہاری حالت بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کر سکو۔“ (خطبات مسرور۔ جلد 22، صفحہ 357)

چندہ عام، حصہ آمد یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائی ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ

بعض دوست چندہ جلسہ سالانہ ہر ماہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ یہ حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے والوں کے لئے سالانہ آمد کا 1/120 ایک سو بیسواں حصہ یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔

مالی سال کا اختتام

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ہمارا مالی سال 30 جون کو ختم ہوا چاہتا ہے اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد لازمی چندہ جات سو فی صد ادا فرما کر اپنے فرض سے سبکدوش اور عنداللہ ماجور ہوں۔

رمضان المبارک میں انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ اور آپؐ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ جود و سخا کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب بدالوحی، حدیث نمبر 5)

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کینیڈا کے تمام مراکز میں بالعموم، ٹورانٹو اور اس کے گردونواح کی تقریباً تمام جماعتوں میں بالخصوص جلسے منعقد ہوئے۔

اِس عظیم الشان پیش گوئی کے متعلق جس کا ذکر قدیم صحائف، قرآن کریم، احادیث النبویہ، آئمہ، محدثین، مجددین، صلحاء اور دیگر جید علماء نے کیا تھا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کیا گیا۔ اِس سلسلے میں دو بڑے جلسے جماعت احمدیہ کینیڈا کی مرکزی مسجد، مسجد بیت الاسلام میں ہوئے۔

وان امارت

وان امارت کے تحت جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے 23مارچ 2019ء کو بعد نماز مغرب مسجد بیت الاسلام میں منعقد ہوا۔ مسجد میں مرمت کی وجہ سے مردوں کا بالائی حصہ چونکہ زیر تعمیر ہے، اس لئے مرد حضرات کا انتظام مسجد کے زیریں حصہ میں اور لجنہ اماء اللہ کا انتظام طاہر ہال میں کیا گیا تھا۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی ٹھیک شام سوا آٹھ بجے شروع ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس جلسہ کی صدارت کی۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو حلقہ وان ایسٹ کے مکرم حافظ رضا رحمان درد صاحب نے کی۔ آپ نے سورۃ الجمعہ کی آیات کریمہ 1 تا 5 خوش الحانی سے تلاوت کیں۔ انگریزی ترجمہ وڈ برج کے خادم مکرم جاذب احمد صاحب نے اور اردو ترجمہ وڈ برج ساؤتھ کے مکرم توصیف احمد ریحان صاحب نے پیش فرمایا۔

اس کے بعد صدر محترم نے جلسہ کی غرض وغایت بڑے مؤثر انداز میں بیان کی۔ آپ نے کہا کہ ہم یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش یا یاد میں رسم کی طرح نہیں مناتے بلکہ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھے جانے اور بحکم خدا اسلام کی حقیقی ضرورت دکھانے کے لئے جو دن طلوع ہوا اس کی یاد میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ آپ نے پروگرام کے بقیہ حصہ کی تفصیل سے سامعین کو آگاہ کیا۔

تلاوت کے بعد حلقہ وان ساؤتھ کے مکرم خاور منصور صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم 'ہے شکر رب عزوجل خارج از بیاں' خوش الحانی سے پیش کی۔ سامعین اس نظم سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ اس نظم کا انگریزی ترجمہ حلقہ وان ایسٹ کے مکرم ابرار مہار صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

پہلی تقریر

جلسہ کی پہلی تقریر وان امارت کے ابھرتے ہوئے نوجوان مربی سلسلہ مکرم مولانا نوفل بن زاہد صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع 'حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق رسول ﷺ' تھا۔ آپ نے مختلف روایات اور ایمان افروز واقعات سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق رسول ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

آپؑ نے واضح کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت ﷺ سے عشق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ آپؑ جب بھی نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک زبان پر لیتے تو آپؑ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مضامین، مشہور زمانہ عربی قصیدہ یاعین فیض اللہ والعرفان اور دیگر مدح سے بھرے ہوئے کلام کا بھی ذکر فرمایا۔ علاوہ ازیں حضور علیہ السلام کے آنحضرت ﷺ سے عشق سے متعلق پُرشوکت تحریرات پیش کیں۔

دس شرائط بیعت

پہلی تقریر کے بعد دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں۔ اردو میں یہ شرائط حلقہ وان نارتھ کے مکرم محمد عارف جاوید صاحب نے جب کہ انگریزی میں حلقہ میپل کے مکرم فرحان طارق ملک صاحب نے پڑھ کر سنائیں۔

دوسری مرکزی تقریر

جلسہ کی مرکزی تقریر وان امارت کے مربی سلسلہ مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان تھا۔ آپ نے اپنے منفرد اور بڑے پراثر انداز میں حضور علیہ السلام کے الہام 'یاتیک من کل فج عمیق ۔ ویاتون من کل فج عمیق' پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے مختلف واقعات سے ثابت فرمایا کہ یہ پیشگوئی کس شان کے ساتھ مختلف وقتوں میں نہ صرف پوری ہوئی بلکہ اب تک پوری ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندگی میں امریکہ سے آنے والے تین اشخاص اور افغانستان سے آئے ہوئے ایک شخص کے ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا۔

آپ نے کہا کہ اس وقت دنیا کے 200 سے زیادہ ممالک میں اس اکیلی اٹھنے والی آواز کو خدا تعالیٰ نے کس طرح دنیا کے کناروں تک شہرت دی۔ آج جماعت احمدیہ عالمگیر کے پیارے امام حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاں بھی جاتے ہیں دنیا کی بڑی بڑی شخصیتیں ان کی طرف کھنچی چلی آتی ہیں، حضور سے ملاقات کرتی ہیں، مشورے کرتی ہیں اور دعا کے لئے درخواست کرتی ہیں۔

مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔ اور آخر میں مختصراً خلاصہ اردو میں بھی بیان کیا۔

اختتامی وصدارتی خطاب

آخر میں صدر محترم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے اختتامی خطاب کا آغاز نیوزی لینڈ میں 15مارچ 2019ء کو ہونے والے انتہائی اندوہناک کرائسٹ چرچ کے واقعہ سے کیا۔ پھر آپ نے سورۃ الجمعہ کی آیات کریمہ کے چار عظیم الشان مقاصد پر مختصر روشنی ڈالی۔ اور احباب کی توجہ ایک مرتبہ پھر دس شرائط بیعت پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی طرف دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم میں سے ہر ایک ان شرائط پر عمل کرنا شروع کر دے تو تربیت کے تمام مسائل آسانی سے حل ہو جائیں گے۔ آپ نے احباب کو ان شرائط بیعت کو بار بار پڑھنے اور انہیں سمجھنے کی تلقین فرمائی۔

جلسہ کی کارروائی ٹھیک پونے دس بجے اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد بعض ضروری اعلان کئے گئے۔ اختتامی دعا کے بعد احباب و خواتین میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے صدران، خدام، انصار اور لجنہ کے عہدہ داران

کی کوششوں سے حاضری ایک ہزار کے قریب تھی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

(رپورٹ: مکرم محمد زبیر منگلا صاحب، سیکرٹری تربیت وان امارت)

پیس ویلج امارت

23 مارچ 2019ء بروز ہفتہ پیس ویلج امارت کے زیر انتظام مسجد بیت الاسلام میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام منعقد ہوا جو نماز عصر کے بعد سوا پانچ بجے شروع ہو کر شام سات بجے ختم ہوا۔

جلسہ کی صدارت محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے کی۔

جلسہ کا آغاز قرآن کریم کی سورۃ الجمعہ کی آیات کریمہ ایک تا پانچ کی تلاوت کے ساتھ کیا گیا جو مکرم عظیم چیمہ صاحب نے کی۔

مکرم فرحان ربانی صاحب نے ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ پیش کیا اور مکرم ریاض باجوہ صاحب نے تلاوت کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد محترم طارق شبلی صاحب، مقامی امیر جماعت احمدیہ پیس ویلج کینیڈا، نے جلسہ یوم مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام منانے کی غرض اور اس کا پس منظر بیان کیا۔

بعد ازاں مکرم ملک ضیاالدین صاحب نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ منظوم کلام سے ایک نظم ترنم سے پڑھ کر سنائی۔ ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم نورالدین چوہدری صاحب نے پیش کیا۔

دس شرائط بیعت

تلاوت اور نظم کے بعد مکرم طاہر احمد صاحب نے دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں اور مکرم نایاب چٹھہ صاحب نے ان شرائط کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

پہلی تقریر

اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولانا عطاء المنان صاحب مربی سلسلہ نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ' اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک ' کے موضوع پر کی۔

آپ نے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق چند ایمان افروز واقعات بیان کئے اور کہا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت اماں جان سے شادی ہوئی تو آپ کی زندگی میں ایک غیر معمولی تغیر آیا۔ حضرت اماں جانؓ ہمیشہ فرماتیں کہ میرے ساتھ شادی کرنے کے بعد آپؑ کے حالات میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ تو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام ہمیشہ جواب دیتے، بالکل درست کہا۔

شادی سے پہلے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی عادت تھی کہ رات کو اندھیرے میں سوتے۔ حضرت اماں جانؓ کو روشنی میں سونے کی عادت تھی۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام لیمپ جلا کر رکھتے اور جب حضرت اماں جانؓ سو جاتیں تو پھر آپؑ لیمپ بجھا کر خود سوتے۔ آہستہ آہستہ، حضرت اماں جانؓ کی عادت بدلنے کی بجائے، حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی عادت بدلی اور خود کو بھی روشنی میں سونے کی عادت ڈالی۔

صحابہؓ جب دیکھتے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح سے حضرت اماں جانؓ کا خیال رکھتے ہیں اور کیسے آپؑ کی ہر بات مانتے ہیں تو فرماتے کہ انڈیا پر بھی ملکہ کا راج ہے (یعنی ملکہ برطانیہ) اور حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بھی ملکہ (یعنی حضرت اماں جانؓ) کا راج ہے۔

پھر آپ نے بچوں سے متعلق بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے اور کہا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ فرماتے کہ بچوں کو مارنا بھی شرک میں داخل ہے۔ اس کی بجائے ان کے لئے دعا کرنی چاہئے اور کبھی کبھار جب مناسب وقت ہو تو اصلاح کرنی چاہئے۔ اگر نیکی کا تخم ہوگا تو اپنے وقت میں نکل پڑے گا۔

حضور علیہ السلام بچوں کی مذہبی تعلیم کی طرف خاص توجہ دیتے۔ محمود کی آمین والی نظم اس بات پر روشنی ڈالتی ہے۔

حضور علیہ السلام بچوں کے ساتھ نہایت نرمی، شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ بچے آپ کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جاتے اور گھنٹوں آپ کو کہانیاں سناتے۔ آپ بیٹھ کر اس طرح سنتے جیسے کوئی غیر معمولی واعظ ہو رہا ہے۔

بعض اوقات آپؑ اپنے کمرہ میں کام میں مصروف ہوتے۔ بچے آتے، دروازہ پر دستک دیتے، آپؑ اٹھ کر دروازہ کھولتے، بچے اندر بھی نہ آتے اور بھاگ جاتے۔ بچے پھر آتے اور دستک دیتے، آپؑ پھر دروازہ کھولتے، بچے پھر اندر جھانک کر بھاگ جاتے۔ بعض اوقات یہ حرکت بچے بیس بیس دفعہ کرتے۔ آپؑ ہر دفعہ صبر اور تحمل کے ساتھ اٹھ کر جاتے اور دروازہ کھولتے۔ کبھی ایک دفعہ بھی بچہ پر غصہ نہیں کیا۔

آپؑ بچوں کے ساتھ وقت گزارتے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ بچوں کو سبق آموز کہانیاں سناتے۔ اور بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرتے۔ اور جب کوئی مسئلہ ہوتا تو بچوں کو دعا کے لئے کہتے۔ اگر بچوں کو کوئی خواب آتا تو اسے اپنی ڈائری میں نقل کر لیتے۔

دوسری مرکزی تقریر

ان کے بعد اس جلسہ کی مرکزی تقریر مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج نے 'صداقت حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام' کے موضوع پر کی۔

آپ نے ابتدا میں حضورؑ کے کا دعویٰ امام مہدی و مسیح موعود کے ساتھ امتی نبی ہونے کا ذکر کیا۔ پھر قرآن مجید کی روشنی میں اس بات کا جائزہ پیش کیا کہ کسی بھی ایسے دعویٰ دار کی صداقت جاننے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا دلائل دیئے ہیں چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر 45 سے لے کر 48 تک اس بات کی وضاحت پیش کی گئی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی ایک بات بھی جھوٹی منسوب کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس کی شہ رگ کاٹ ڈالوں گا اور کوئی بھی مجھے اس کام سے روک نہیں سکے گا۔

نیز حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی سے مختلف ایمان افروز واقعات پیش کر کے ثابت کیا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے نہ ہوتے تو کوئی آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا نہ سکتا۔ آپؑ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کے اعلان کے بعد 28 سال تک دشمنوں کی ہر قسم کی مخالفت اور مخاصمت کے باوجود زندہ رہے اور ایک الٰہی جماعت کی بنیاد رکھ کر ہر طرح سے کامیاب و کامران رہے اور پھر سلسلہ احمدیہ کے مستقبل کے لئے نظام خلافت کی خوشخبری دے کر فوت ہوئے اور آپؑ کی وفات کے بعد 111 سال سے خلافت کی قیادت میں جماعت کی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔

بعد ازاں مکرم عبدالحمید حمیدی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں مکرم رشید قیصرانی صاحب مرحوم کی لکھی ہوئی ایک نظم ترنم سے پیش کی۔

آخر پر جنرل سیکرٹری پیس ویلج مکرم لقمان ربانی صاحب نے چند ضروری اعلانات کئے۔

اعلانات کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے 'سیرت حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام' پر مزید روشنی ڈالی اور چند ایمان افروز واقعات بیان کئے اور سامعین کو نصائح کیں۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی اختتامی دعا کرائی۔ اجلاس کی کل حاضری ایک ہزار سے زائد تھی۔

(رپورٹ مکرم محمود اصغر صاحب، سیکرٹری اشاعت پیس ویلج امارت)

Masih Mau'ud as Day
(March 23rd)

THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

(March 23
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

Mau'ud as Da
(March 23rd)
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH
BAITUL ISLAM MOSQUE
TORONTO, CANADA

Masih Mau'ud as Day
(March 23rd)

THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

ولادت

مورخہ 21 فروری 2018ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم حامد محمود ظہور صاحب اور محترمہ طاہرہ ہبہ ظہور صاحبہ، انڈیانا، امریکہ کو بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام "ہانیہ مریم ظہور" تجویز ہوا ہے۔ عزیزہ ہانیہ سلمہا، مکرم طارق محمود ظہور صاحب و محترمہ عابدہ ظہور صاحبہ وان ایسٹ کی پوتی اور مکرم ارشد چوہدری صاحب و محترمہ امۃ الشکور صاحبہ آٹاوہ کی نواسی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو صحت وسلامتی والی دراز عمر عطا فرمائے اور اسے اپنے والدین اور خاندان کے لئے قرۃ العین بنائے نیز دین ودنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم سید شریف احمد منصوری صاحب

20 مارچ 2019ء کو مکرم سید شریف احمد منصوری صاحب وڈبرج جماعت 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 24 مارچ 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز ظہر کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ویلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 25 مارچ 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے دعا کرائی۔ ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔

مکرم منصوری صاحب مرحوم نہایت مخلص، نڈر اور بہادر احمدی تھے۔ اپنے بہن بھائیوں میں اکیلے احمدی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کڑے وقت میں بھی ثابت قدم رہے۔ شکیل وجمیل، دراز قامت اور خوش لباس تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک، صالح اور ہمدرد و خیرخواہ تھے۔ کینیڈا جماعت کے ابتدائی لوگوں میں سے تھے۔ مختلف حیثیتوں میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ ابتدائی قائد مجلس انصار اللہ کینیڈا، سیکرٹری مال اور صدر ٹورانٹو تھے۔ مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کے موقع پر عطیات جمع کرنے کے لئے کینیڈا کے ایک کونہ سے دوسرے کونے تک سفر کیا۔ مسجد میں اذان دیتے، مسجد اور گردونواح میں صفائی کا خیال رکھتے، خود بھی سلیقہ شعار اور نفاست پسند تھے۔ ابتداء میں جلسہ سالانہ اور دیگر اجلاسوں کے انتظامات میں بھرپور کردار ادا کیا۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھرپور عقیدت ومحبت اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض تبرکات بھی تھے۔ پاکستان کے دفتر خارجہ میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق ملی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ سیدہ عطیہ شریف صاحبہ، دو بیٹے مکرم سید نصیر احمد صاحب ٹورانٹو، مکرم سید منور احمد صاحب مسی ساگا، ایک بیٹی محترمہ طاہرہ شہاب صاحبہ برلنگٹن، دو بھائی مکرم سید مبارک احمد صاحب مسی ساگا اور مکرم سید خلیل احمد صاحب مارکھم یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کے اور بھی اعزہ واقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم ملک شیر محمد صاحب

27 مارچ 2019ء کو مکرم ملک شیر محمد صاحب پیس ویلج جماعت 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 29 مارچ 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے، بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ نہایت مخلص، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند مالی تحریکات میں حصہ لینے والے تھے۔ کراچی میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ آمنہ ملک صاحبہ، مکرم شہزاد ملک صاحب پیس ویلج، دو بھائی مکرم شریف ملک صاحب آئرلینڈ، مکرم ظفر ملک صاحب امریکہ اور ایک ہمشیرہ محترمہ کنیز فاطمہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ سعیدہ حامد مرزا صاحبہ

29 مارچ 2019ء کو محترمہ سعیدہ حامد مرزا صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب مرحوم بریمپٹن جماعت 89 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 31 مارچ 2019ء کو مسجد مبارک بریمپٹن میں نماز مغرب وعشاء کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یکم اپریل 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ شدید سردی کے باوجود جنازہ اور تدفین کے مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی نیز دور دراز شہروں وینکوور اور امریکہ سے آئے ہوئے اعزا واقارب شامل ہوئے۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ، حضرت حامد حسین خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مراد آباد کی صاحبزادی اور حضرت بھائی مرزا برکت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو تھیں۔ مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ کراچی میں مختلف حیثیتوں میں لجنہ اماء اللہ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اپنے تمام بچوں کی اعلیٰ تربیت کی جو جماعت کی خدمت پر مامور ہیں۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چھ بیٹے مکرم مرزا مبشر احمد صاحب سرے وینکوور، مکرم مرزا مبارک احمد صاحب سابق لوکل امیر بریمپٹن، مکرم ڈاکٹر مرزا حمید احمد صاحب سیکرٹری تعلیم کینیڈا، مکرم منیر احمد مرزا صاحب، مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب، مکرم مرزا نصیر احمد صاحب لوکل امیر بریمپٹن، دو بیٹیاں محترمہ نعیمہ اقبال صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا اہلیہ مکرم ظفر اقبال صاحب بریمپٹن، محترمہ وحیدہ مرزا صاحبہ اہلیہ مکرم خالد مسعود مرزا صاحب پیس ویلج، تین بھائی مکرم اصغر حسین خان صاحب سکاربرو، مکرم خالد حسین خان صاحب، مکرم ڈاکٹر راشد حسین خان صاحب امریکہ اور تین بہنیں محترمہ آمنہ عزیز ظفر صاحبہ رچمنڈ ہل، محترمہ صفیہ رشید خان صاحبہ سکاربرو اور محترمہ شاہدہ خاں صاحبہ رچمنڈ ہل یادگار چھوڑی ہیں۔ ماشاء اللہ یہ خاندان کثیر العیال ہے ان کے اور بھی اعزا واقارب کینیڈا، امریکہ اور برطانیہ میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم محمد شاہنواز خاں صاحب

30 مارچ 2019ء کو مکرم محمد شاہنواز خاں صاحب ڈرہم جماعت 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یکم مارچ 2019ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 2 مارچ 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا محبوب الرحمٰن شفیق احمد صاحب مربی ڈرہم نے دعا کرائی۔

آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، متقی، متوکل اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ منصورہ بیگم صاحبہ، دو بیٹے

مکرم ملک نواز خاں صاحب، مکرم احسن نواز خاں صاحب ڈرہم، ایک بھائی مکرم احمد نواز خاں صاحب بریمپٹن اور ایک بیٹی محترمہ درصبا صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم اصغر حسین خاں صاحب

05 اپریل 2019ء مکرم اصغر حسین خاں صاحب مسکاربرو جماعت 91 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ 10 اپریل 2019ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 11 اپریل 2019ء کو بریمپٹن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ جنازہ اور تدفین کے مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی نیز دور دراز شہروں وینکوور اور امریکہ سے آئے ہوئے اعزا و اقارب شامل ہوئے۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ، حضرت حامد حسین خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مراد آباد کے بیٹے تھے۔ مرحوم، نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ، ملنسار، خلیق اور وضعدار تھے۔ کینیڈا کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ انہوں نے 1960ء میں احمدیہ موومینٹ ان اسلام Ahmadiyya Movement in Islam کے نام سے رجسٹریشن کرنے میں مدد کی۔ مرحوم نے ابتداء میں سیکرٹری مال اور Inter Auditor کے فرائض انجام دیے۔ آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی سب سے پہلے دورہ کینیڈا 1976ء کے انتظامات میں غیر معمولی مدد کی۔ آپ تعلیم الاسلام کالج میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ رشیدہ خاں صاحبہ، دو بیٹے مکرم اکبر خاں صاحب، مکرم بابر خاں صاحب سکاربرو، دو بھائی مکرم خالد حسین خان صاحب امریکہ، مکرم ڈاکٹر راشد حسین خان صاحب امریکہ اور تین بہنیں محترمہ آمنہ عزیز ظفر صاحبہ رچمنڈ ہل، محترمہ صفیہ رشید خاں صاحبہ سکاربرو اور محترمہ شاہدہ خاں صاحبہ رچمنڈ ہل یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے کئی اعزا و اقارب کینیڈا اور امریکہ میں مقیم ہیں۔

نماز جنازہ غائب

29 مارچ 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد صاحب مربی وان نے مکرم ملک شیر محمد صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

3 فروری 2019ء کو محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ مانٹریال سینٹر 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ 5 فروری 2019ء کو بیت النصرت مانٹریال میں نماز ظہر کے بعد مکرم مولانا نبیل احمد مرزا صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی دن لیک ویو قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ، حضرت مستری کریم بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابر و شاکر، متوکل علی اللہ اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ بچوں سے بہت پیار کرتی تھیں اور بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم عبدالقدوس صاحب مانٹریال سینٹر، مکرم عبدالوحید صاحب وان ایسٹ، مکرم عبدالماجد صاحب لندن یوکے، دو بیٹیاں محترمہ رخسانہ سعید صاحبہ پیس ولیج، محترمہ شاہین سہیل صاحبہ پاکستان، یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم محمد شفیق بھلر صاحب

15 فروری 2019ء کو مکرم محمد شفیق بھلر صاحب قصور میں 48 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے، بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ شریف النفس اور خدمت گزار تھے تیس سال تک سیکرٹری مال رہے۔ دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، مکرم محمد اشفاق بھلر صاحب پیس ولیج کے بھائی تھے۔

☆ مکرم چوہدری محمد اسلم شاہد سرا صاحب

23 فروری 2019ء کو مکرم چوہدری محمد اسلم شاہد سرا صاحب ربوہ میں 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنِ مرحوم، مکرم چوہدری سردار محمد سرا صاحب کے بیٹے، مکرم چوہدری نذیر احمد سرا صاحب کے چھوٹے بھائی اور مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان کے چچا تھے۔

☆ محترمہ حمیدہ شمیم صاحبہ

19 مارچ 2019ء کو محترمہ حمیدہ شمیم صاحبہ اہلیہ مکرم میجر شمیم احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ کینیڈا، ہیوسٹن، امریکہ میں 95 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ اور دعا گو مکرم مولوی عبدالحمید صاحب دہلوی مرحوم آف کراچی سابق مشنری گھانا کی بیٹی تھیں۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، متوکل اور دعا گو خاتون تھیں۔ خلافت سے محبت ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

مرحومہ، محترمہ قمر عارفین صاحبہ اہلیہ مکرم شمس العارفین صاحب ٹورانٹو، محترمہ نصرت خاں صاحبہ، مکرم نعیم احمد صاحب اور وسیم احمد صاحب کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب

21 مارچ 2019ء کو چک نمبر 169 گرمولا، ضلع شیخوپورہ میں مکرم چوہدری غلام احمد صاحب 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ، متوکل علی اللہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم نے پسماندگان میں چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم طاہر احمد صاحب ٹورانٹو کے چچا تھے۔

☆ محترمہ امۃ القیوم صاحبہ

26 مارچ 2019ء کو محترمہ امۃ القیوم صاحبہ کوٹلی افغاناں ضلع منڈی بہاوالدین میں 81 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابر و شاکر، ہمدرد و خیر خواہ، متوکل علی اللہ اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ محبت اور عشق تھا۔ حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ تعالیٰ کے خاندان سے آپ کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ، مکرم سجاد شکیل احمد صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس ویسٹن جماعت کی والدہ اور مکرم کرنل (ر) دلدار احمد صاحب سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس کی ہمشیرہ تھیں۔

ادارہ مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اپنے خاندان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین